عمران سیریز

48

ابنِ صفی

دوسری آنکھ

IMRAN SERIES X2 CK PRODUCTIONS QUETTA

عمران سیریز نمبر 48

دوسری آنکھ

(پہلا حصہ)

پیشرس

"دوسری آنکھ" ملاحظہ فرمائیے۔ میرا خیال ہے کہ اس کہانی کی اٹھان آپ کو ضرور پسند آئے گی اور آخر میں آپ مجھے معاف کردیں گے۔ ویسے غصہ تو آئے گا ہی لیکن جب آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں گے تو میری طرح اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس کے علاوہ چارہ ہی کیا ہو سکتا تھا!

میری انتہائی کوشش یہی ہوتی ہے کہ کہانی آگے نہ بڑھنے پائے لیکن بعض کہانیاں سرکشی دکھاتی ہیں۔ بہر حال اب میری کوشش یہی ہے کہ آپ کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے۔

پچھلی بار میں نے کتابوں کی قیمت کے اضافے کے متعلق کچھ لکھا تھا اور حوالہ دیا تھا کہ اخبارات و رسائل کی قیمتوں میں اضافے کا.... اس پر کسی صاحب نے ایک مقامی اخبار کے سنڈے ایڈیشن کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر اس کے سب صفحات کتابی سائز میں موڑ دیئے جائیں تو ضخامت جاسوسی دنیا کے ایک عام شمارے کی ضخامت کے برابر ہو جائے گی اس کے باوجود بھی اس کی قیمت

صرف ساڑھے تین آنے ہوتی ہے.... ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس اخبار کے سنڈے ایڈیشن میں تقریباً پانچ یا چھ ہزار روپے کے اشتہارات بھی تو ہوتے ہیں.... آپ نے ان کا حساب کیوں نہیں لگایا.... اگر اس اخبار کی قیمت دو پیسے بھی ہو تو اس کے مالکان خسارے میں نہ رہیں گے۔

بہر حال خفا ہونے کی ضرورت نہیں میں نے ابھی قیمت بڑھائی تو نہیں اس سے پہلے آپ کا خیال جاننا ضروری سمجھا تھا! اور میں تو ہر اعتبار سے پبلک پراپرٹی بن کر رہ گیا ہوں۔

لاہور سے ایک صاحبہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہم سب سہیلیاں آپس میں آپ کو "صفی ناز" کے نام سے یاد کرتی ہیں.... مجھے کوئی اعتراض نہیں پبلک پراپرٹی ہی ٹھہرا۔

لیکن مجھے اس حلقے کا یہ طرز عمل قطعی پسند نہیں.... میرے نقالوں کے خلاف دل کا بخار نکالنے کے سلسلے میں جو کچھ انہیں لکھتا ہے اس کی ایک کاپی مجھے بھی روانہ کر دیتا ہے....

میرا وقت برباد نہ کیجئے! مجھے ان لوگوں سے قطعی کوئی دلچسپی نہیں۔ آپ بھی ان پر تاؤ کھانے کی بجائے ان کے حق میں دعائے خیر کیجئے....!

ابن صفی

* * *

رحمان صاحب آپے سے باہر ہو رہے تھے.... بات ہی کچھ ایسی تھی۔ نالائق اولاد کو گھرے تو نکالا جاسکتا ہے.... لیکن دوسروں کے ذہنوں سے یہ بات کس طرح نکالی جاسکتی ہے کہ وہ اِ کے پدر بزرگوار ہیں۔

جاننے والے تو یہی کہتے تھے کہ جی یہ سعادت اطوار انٹیلی جنس بیوریو کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے فرزند دلبند ہیں.... علی عمران نام ہے.... اور جیسے کچھ ہیں اسے بتانے کے لئے نہ تو تاریخ سے مدد مل سکتی ہے اور نہ جغرافیہ سے.... ویسے اس وقت رحمان صاحب کے گ والے تاریخ اور جغرافیہ سبھی بھولے ہوئے تھے۔!

"میں اب اس مردود کو شہر میں ہی نہ رہنے دوں گا۔!" انہوں نے میز پر گھونسہ مار کر کہا۔

سب خاموش بیٹھے رہے۔

بیگم صاحبہ کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی.... ثریا کی آنکھوں میں بھی تشویش کے آ دیکھے جاسکتے تھے.... اور اس کی دونوں چچازاد بہنیں ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہی تھیں۔

"کمبخت دور رہ کر بھی دردِ سر بنا ہوا ہے.... اب اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں رہی ک یا تو میں ہی مر جاؤں یا وہ اس شہر سے منہ کالا کرے۔!"

ثریا ڈرتے ڈرتے پوچھ ہی بیٹھی۔ "آخر ہوا کیا.... ڈیڈی....؟"

"پوچھتی ہو.... ہوا کیا....؟" رحمان صاحب نے پھر میز پر ہاتھ رسید کرتے ہوئے ک "سارے شہر میں بھیک مانگتا پھر رہا ہے۔!"

"جی....!" وہ سب بیک وقت اچھل پڑے۔

بیگم صاحبہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں.... جیسے انہیں اسی خبر کا انتظار تھا۔ اسی کے لئے اتنے دنوں سے بھری بیٹھی تھیں.... آنکھوں میں آنسو روک رکھے تھے.... لفظ "بھیک" پر دل پر شاید گھونسہ سا لگا تھا اور آخر کار بند ٹوٹ ہی گیا تھا۔

رحمان صاحب پوری قوت سے چنگھاڑے.... "یہی رویہ ہے جس نے اسے تباہ کر دیا.... تم سب جہنم میں جاؤ....!"

وہ اٹھ کر تیزی سے پیچھے ہٹے تھے.... کرسی الٹ گئی تھی اور پھر وہ زور زور سے پیر پٹختے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

بیگم صاحبہ بدستور روئے جارہی تھیں.... لڑکیاں ان کے گرد کھڑی ہو گئیں.... لیکن شاید ان میں سے کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اسے کیا کہنا چاہئے۔

ذہن دو اطراف میں بٹ گئے تھے۔ ایک طرف تھی عمران کے بارے میں وہ حیرت انگیز خبر اور دوسری جانب اس خبر سے پیدا ہو جانے والی پچویشن تھی۔

دفعتاً ثریا تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی لائبریری کی طرف بڑھی.... رحمان صاحب ادھر ہی گئے تھے۔ شام کی چائے لائبریری ہی میں لگائی جاتی تھی۔ رحمان صاحب لائبریری میں ٹہلتے ہوئے ملے۔ ثریا دروازے ہی پر رک گئی.... لیکن رحمان صاحب اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

اور پھر آہستہ آہستہ ثریا کا خون بھی گرم ہوتا گیا.... بیٹی تھی آخر انہیں کی۔

"ڈیڈی.... میں کچھ پوچھنا چاہتی ہوں!" اس نے کچھ دیر بعد پر اعتماد اور ٹھوس آواز میں کہا۔

وہ رک کر اسکی طرف مڑے چند لمحے اسے گھورتے رہے پھر غرائے۔ "جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو۔!"

"آپ صرف اتنا بتا دیجئے کہ امی خاموش کس طرح ہوں گی۔!"

رحمان صاحب نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے خاموش کھڑے رہے۔

"آپ کو ان کے سامنے یہ بات کہنی ہی نہ چاہئے تھی۔!" ثریا پھر بولی۔

"ہوں.... تو تم چاہتی ہو کہ میں پاگل ہو جاؤں.... اندر ہی اندر گھٹتا رہوں کیوں....؟ لوگ میرا مضحکہ اڑاتے ہیں.... اس طرح دیکھتے ہیں مجھے جیسے میں دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہوں.... اب وہ کمبخت مجھے ہی خود کشی پر مجبور کر دے گا۔!"

"آخر بتائیے بھی تو کیا بات ہے....!"

"اس سے کیا ہوگا.... کیا مجھے اس سے نجات مل جائے گی۔!"

"ہو سکتا ہے.... میں ہی انہیں شہر چھوڑ دینے پر مجبور کردوں۔!"

رحمان صاحب اسے اس طرح دیکھتے رہے جیسے انہوں نے کسی چھوٹے منہ سے کوئی بڑی بات سن لی ہو۔!

"یقین کیجئے.... ڈیڈی.... میں غلط نہیں کہہ رہی....!" ثریا نے کہا۔ ویسے اسے خود پر حیرت تھی کہ اتنی کھل کر گفتگو کررہی ہے رحمان صاحب سے۔

"بیٹھ جاؤ....!" رحمان صاحب نے اسے تھوڑی دیر تک گھورتے رہنے کے بعد ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ثریا نے طویل سانس لی۔

رحمان صاحب نے بھی ایک کرسی سنبھال لی تھی.... اور اب شاید سوچ رہے تھے کہ انہیں بات کہاں سے شروع کرنی چاہئے۔

آخر کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔ "داؤد کی لڑکی صالحہ شاید تمہارے ساتھ پڑھتی تھی۔!"

"داؤد....! ڈاکٹر داؤد.... انسٹی ٹیوٹ آف سائنٹیفک ریسرچ کے ڈائریکٹر جنرل....!"

"ہاں.... وہی....!"

"جی ہاں.... صالحہ سے تو اب بھی ملنا جلنا ہے۔!"

"ڈاکٹر داؤد نے کئی دوسرے لوگوں کے سامنے مجھے شرمندہ کیا تھا۔ کہنے لگا شاید صاحبزادے آپ کو بدنام ہی کرنے پر تل گئے ہیں۔ بھیک مانگ رہے تھے.... سی بریز کے پاس....!"

ثریا کچھ نہ بولی.... رحمان صاحب کہتے رہے۔ "اس کی لڑکی صالحہ اپنی کسی غیر ملکی دوست کے ساتھ ساحلی علاقے میں پھر رہی تھی.... وہیں اس مردود نے....!"

"صالحہ سے بھیک مانگی تھی۔!"

"نہیں.... اس غیر ملکی لڑکی سے.... جو اس کے ساتھ تھی۔!"

"کیا وہ صالحہ کو پہچانتے نہیں تھے....!"

"میں کیا جانوں....؟" رحمان صاحب پیر پٹخ کر غرائے۔

"یہ بھی ممکن ہے کہ صالحہ کو کسی اور پر بھائی جان کا دھوکہ ہوا ہو....!"

"بکواس مت کرو.... کیا میں نے خود اس کی تصدیق نہ کرائی ہوگی۔!"

رحمان صاحب اسے گھورتے ہوئے بولے۔ "چوری یا بھیک کے علاوہ اور کیا چیز اس کا پیٹ بھر سکتی ہے۔!"

ثریا کچھ نہ بولی۔

* * *

جولیانا فٹنر واٹر نے ٹیلی فون پر ایکسٹو کے نمبر ڈائیل کئے.... دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو....!"

"جولیا اسپیکنگ سر....!"

"ہوں کیا بات ہے....!" ایکس ٹو غرایا۔

"ایک اطلاع ہے جناب....!"

"کہو.... فضول وقت نہ ضائع کیا کرو....!"

"عمران بھیک مانگتا پھر رہا ہے....!"

"کیا بکواس ہے....!"

"یقین کیجئے جناب....!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا.... بھلا ہمیں اس سے کیا سروکار کہ وہ بھیک مانگتا پھر رہا ہے۔!"

"میں نے کہا.... چونکہ وہ ہمارے لئے کام کرتا رہتا ہے....!"

"غیر ضروری باتیں نہیں....!" دوسری طرف سے تنبیہی لہجے میں کہا گیا اور سلسلہ بھی منقطع کردیا گیا۔

پھر جولیا نے بھی دانت پیستے ہوئے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا تھا.... اور کرسی کی پشت گاہ سے ٹک کر ہانپنے لگی تھی.... مٹھیاں خود بخود بھنچ گئی تھیں اور دل کی دھڑکنیں کھوپڑی میں دھمک پیدا کرنے لگی تھیں۔!"

”جانور....!“اس کے خشک ہوتے ہوئے لب ہلے تھے۔

اس نے اسی بناء پر ایکس ٹو کو اس واقعہ کی اطلاع دی تھی کہ عمران اس کا ایجنٹ تھا.... لیکن اس نے ازراہ انسانیت تفصیل تک معلوم کرنے کی زحمت گوارہ نہ کی.... اس درجہ کی درندگی اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی.... خود کو آخر سمجھتا کیا ہے.... اس نے سوچا انسانیت چھو کر بھی نہیں گزری.... عمران نے اس کے لئے جو کارنامے انجام دیئے تھے ایک ایک کر کے آنکھوں میں پھر گئے کتنی بار وہ موت کے منہ میں گیا تھا.... ہو سکتا تھا.... کہ اسے اس کا معقول معاوضہ ملا ہو۔ لیکن پھر بھی ایسی بے مروتی.... یہ ایکس ٹو جانور ہے۔ پورا پورا جانور....!

جولیا عمران کے لئے دکھی تھی.... وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسے اس حال میں دیکھے گی۔ ویسے عمران سے تو کچھ بھی بعید نہیں تھا۔ لیکن اس نے یہ ڈھونگ کسی خاص مقصد کے تحت رچایا ہوتا تو ساتھ ہی میک اپ بھی لازمی ہی تھا۔ اپنی اصلی شکل وصورت میں کبھی بھیک نہ مانگتا۔

جولیا سوچتی اور کڑھتی رہی.... کیا یہ ناممکن ہے کہ اس کی مالی حالت سچ مچ اس حد تک خراب ہو گئی ہو کہ بھیک مانگنے کی نوبت آجائے.... اکثر اس نے اسے جوزف سے کہتے سنا تھا۔ کہیں تیری یہ چھ بوتلیں مجھے بھیک مانگنے پر مجبور نہ کریں۔!

اب خواہ مخواہ یہ جانور بھی پال رکھا ہے.... اور ویسے بھی اخراجات اوٹ پٹانگ ہی ہیں۔ لیکن یہ صورت حال.... آخر اس سے کس طرح نپٹا جائے.... کیا وہ اس کی امداد قبول کرے گا۔!

اس نے پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھا کر عمران کے نمبر ڈائیل کیے۔ دوسری طرف سے کسی نے کال ریسیو تو کی تھی لیکن آواز عمران کی نہیں تھی۔ کوئی عورت بول رہی تھی۔

”میں عمران سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں....!“

”آپ کون ہیں....؟“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”فٹنر واٹر.... اگر وہ موجود ہو تو ریسیور اس کے ہاتھ میں دے دیجئے۔!“ جولیا نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

کچھ دیر بعد اس نے پھر اسی عورت کی آواز سنی۔ ”وہ پوچھ رہے ہیں آپ اپنی پرانی کار تو نہیں فروخت کرنا چاہتیں۔!“

”کیا بکواس ہے....!“ جولیا بے ساختہ بولی۔ ”آپ کون ہیں۔!“

”میرا نام ثریا ہے.... میں ان کی چھوٹی بہن ہوں۔!“

”میرا خیال ہے.... کہ ہم دونوں پہلے بھی مل چکے ہیں۔!“ جولیا نے کہا۔

”آپ جولیانافٹنر واٹر تو نہیں....!“

”ہاں.... میں ہی ہوں.... وہ مجھ سے گفتگو کیوں نہیں کرتا....!“

”گفتگو تو مجھ سے بھی نہیں کر رہے.... میں نہیں سمجھ سکتی کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔!“

”کیا میں آؤں....!“

”مرضی آپ کی....!“

جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا۔!

لیکن اب وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی بہن کی موجودگی میں وہاں جانا چاہئے یا نہیں۔

اب تو جانا ہی تھا.... کہہ چکی تھی.... ویسے ایک بار پہلے بھی وہ عمران کے خاندان والوں کی موجودگی میں اس سے مل چکی تھی اور محسوس کیا تھا وہ لوگ اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے۔

بہر حال وہ کچھ دیر بعد اپنی چھوٹی سی فیاٹ میں سفر کر رہی تھی۔ وینٹی بیگ میں اتنی رقم رکھ لی تھی جو فوری طور پر کسی نہ کسی طرح اس کے کام آسکتی۔

عمران کے فلیٹ تک پہنچنے میں بیس منٹ صرف ہوئے۔

نشست کے کمرے میں ثریا شاید اسی کی منتظر تھی.... انہوں نے خاموشی سے مصافحہ کیا.... اور تھوڑی دیر تک وہ خاموش ہی بیٹھی رہیں۔ پھر ثریا نے کچھ کہنے کے لئے لب ہلائے ہی تھے کہ برابر والے کمرے سے آواز آئی۔ ”ہائے.... فیول پمپ.... ٹھیک ہے.... بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے.... لگاؤ دھکا....!“ عمران ہی کی آواز تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ درد کے مارے کراہا ہو۔

”کیا بیمار ہے....!“ جولیا نے آہستہ سے پوچھا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا.... ہوش کی باتیں نہیں کر رہے.... تم چلو نا اندر....!“

اندر سے پھر آواز آئی.... ”ہائے کاربوریٹر کی بٹر فلائی.... ابے لے.... ایکسل ٹوٹ گیا۔ ہائے فریاد ہے اے میرے رب....! عذاب قبر سے نجات دینے والے پہلے مجھے اس کھٹارے سے نجات دے۔!“

وہ دونوں دوسرے کمرے میں داخل ہوئیں.... عمران مسہری پر چت پڑا تھا۔ آنکھیں چھت

سے لگی ہوئی تھیں اور تھوڑی ہی دور سلیمان دونوں ہاتھوں سے سر تھامے فرش پر اکڑوں بی خلاء میں گھورے جا رہا تھا۔ عمران ان کی آہٹ پر بھی متوجہ نہ ہوا۔

ویسے سلیمان انہیں دیکھ کر اٹھ گیا تھا۔ جولیا نے اسکی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھا

"مس ساب.... میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ صاحب نے ایک کھٹارا خرید ہے۔!" سلیمان اس طرح بولا جیسے خود اس پر کسی قسم کا الزام ہو۔!

جولیا مسہری کے قریب پہنچ چکی تھی.... اب عمران نے اسے دیکھا اور بوکھلائے ہوئے اندا میں اٹھ بیٹھا۔

اس کے ہونٹ ہل رہے تھے.... وہ دیوانہ وار کہے جا رہا تھا۔ "نہیں .... نہیں میں تمہار گاڑی نہیں خریدوں گا.... ہرگز نہیں.... چاہے کتنے ہی پرانے تعلقات کیوں نہ ہوں... معاف کرو.... خدا کے لئے مجھے معاف کردو.... اپنی دوستی ہی کا واسطہ دیتا ہوں....!"

"کیا کہہ رہے ہو تم....!"

"تم بھی تو اپنی پرانی فیاٹ بیچنے والی تھیں....!"

"میں پوچھتی ہوں تجھے کیا تکلیف ہے....!"

"تکلیف....!" عمران کراہا۔ "ایک ہو تو بتاؤں.... کاربوریٹر چوپٹ.... فیول پمپ خراب دوسرا گیئر ڈالو تو چوتھا پڑ جاتا ہے اور بیٹری ڈاؤن.... مجھ پر رحم نہیں آتا کسی کو.... بس پوچھنے چلے آتے ہیں ایسا کیوں ہو رہا ہے.... ویسا کیوں ہو رہا ہے....!"

"اچھا اب تم خاموش رہو....!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی.... اور سلیمان سے کہا کہ وہ باہر جائے.... کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری ہو گیا.... ثریا جولیا کے قریب ہی کھڑی تھ

وہ دونوں خاموشی سے عمران کو گھورتی رہیں.... دفعتاً عمران خود ہی بولا۔

"ایسی ذلت اور ایسی خواری کبھی نصیب نہ ہوئی ہو گی۔!"

"ارے تو کچھ بتائیے بھی تو....!" ثریا جھنجھلا کر بولی۔

"بس کیا بتاؤں.... کچھ نہ پوچھو....!"

"جلدی بتاؤ.... میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔!" جولیا نے رسٹ واچ پر نظر ڈال ہوئے کہا۔

"تب پھر انگریزی ہی میں بتانا پڑے گا.... ورنہ اردو میں یہ داستانِ غم اتنی بامحاورہ ہو جائے گی کہ تم اپنا سر پیٹتی پھرو گی۔"

ثریا نے اسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ بولی نہیں۔

"یہ ایک روایتی اور خاندانی موٹر کی کہانی ہے.... مجھے قدردان سمجھ کر ایک دوست نے مجھ پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔!"

"یعنی آپ نے کوئی پرانی گاڑی خرید لی ہے....!" ثریا بول پڑی۔

"بالکل.... بالکل.... میں لفظ "خریدنا" استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اس سے قدردانی پر حرف آتا.... ہدیہ.... مبلغ ساڑھے چار ہزار.... وہ نیک خصال کبھی فروخت نہ کرتا کیونکہ اس کے دادا نے باپ کو وصیت کی تھی اور باپ نے خود اس سے کہا تھا کہ اسے فروخت نہ کیا جائے۔ البتہ اگر کوئی قدردان ملے تو مناسب ہدیے پر اس کے نام منتقل کرادی جائے.... سو یہ حقیر پرتقصیر عاصی پر معاصی اس نیکوکار کے ہتھے چڑھ گیا۔"

ثریا جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"اور اب....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں خود کو دنیا کا سب سے بڑا قدردان سمجھنے پر مجبور ہو گیا ہوں.... مجھ سے نہ چل سکی تو ڈرائیور رکھا.... ایک رکھا.... دوسرا رکھا.... تیسرا رکھا.... رکھتا ہی چلا گیا.... ہائے۔!"

وہ کراہ کر لیٹ گیا.... اور آنکھیں بند کر لیں۔

"یہ کیا بکواس ہے....!" دفعتاً جولیا نے ثریا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھ سے زیادہ آپ سمجھ سکیں گی....؟ میں تو چھ ماہ بعد ملی ہوں۔!"

"تو پھر میں کیسے سمجھ سکوں گی۔!"

"آپ روزانہ ملتی ہوں گی۔!"

عمران پھر اچھل کر بیٹھ گیا.... اور دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ان ڈرائیوروں نے میرے دماغ کی چولیں ہلادیں.... نہ صرف یہ کہ پیسہ خرچ کراتے ہیں بلکہ ایک ایک پرزے کا شجرہ نسب میرے ذہن میں ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ارے کہاں تک بتاؤں.... اس سے پہلے جو صاحب تھے.... انہوں نے تو پرزوں کے نام تک بدل ڈالے تھے۔ ایک دن گھبرائے ہوئے تشریف

لائے اور فرمایا کہ ہینڈ بل ٹوٹ گیا۔ نکالیے ساڑھے چار روپے میں سمجھا کوئی نیا پرزہ دریافت فرمایا ہے۔ دل پر جبر کر کے ہینڈل بل کا حلیہ دریافت کیا... معلوم ہوا کہ حضرت فین بیلٹ کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ تصحیح کرنی چاہی تو بُرا مان کر بولے.. "ہماری طرف ہینڈ بل ہی کہلاتی ہے۔!"

"تم خواہ مخواہ بات کو طول دے رہے ہو....!" جولیانا بول پڑی۔

"اور اب...!" عمران نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔ "میں نے ایسا ڈرائیور رکھا ہے جو گونگا ہے۔!"

"ڈرائیونگ لائسنس نہیں تھا اس کے پاس.... اب بھی نہیں ہے۔ دیکھا جائے گا....اللہ مالک ہے۔!"

"ارے تو نکال پھینکئے نا اس گاڑی کو....!"

"ناممکن.... قدر دانی پر حرف آئے گا.... ساڑھے چار میں خریدی تھی پانچ ہزار مزید صرف کر چکا ہوں.... ساڑھے نو ہزار کی گاڑی ڈیڑھ ہزار میں کیسے دے دوں.... ایک کباڑی کہہ رہا تھا ٹائروں کے دام لے لو.... گاڑی بھی مروت میں گھسیٹ لے جاؤں گا۔!"

"لیکن.... میں نے کیا پوچھا تھا آپ سے....!" ثریا آنکھیں نکال کر بولی۔

"شاید میں بھی وہی پوچھنے آئی ہوں....!" جولیا نے بھی عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہائے....!" وہ کراہ کر پھر لیٹ گیا.... آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ لیے۔

"آپ کیا پوچھنے آئی ہیں!" ثریا پہلے ہی کے سے جھلائے ہوئے انداز میں جولیا کیطرف مڑی۔

"پہلے.... تم بتاؤ....!" جولیا اس کی جھلاہٹ کو نظر انداز کر کے مسکرائی۔

"میں نے سنا تھا کہ یہ آج کل بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔!" ثریا کی آواز پہلے سے بھی زیاد عصیلی تھی۔

"ہائے....!" عمران اس بار دونوں ہاتھوں سے بایاں پہلو دبا کر کراہا۔

"یہی چیز میرے لئے بھی پریشانی کا باعث بنی ہے....!" جولیا کا لہجہ غم ناک تھا۔

"ہوں.... پریشانی کا باعث....!" عمران پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔ "خرید لو کوئی پرانی گاڑی پھر دیکھتا ہوں کیسے نہیں بھیک مانگتیں۔!"

"بھائی جان....!" دفعتاً ثریا مٹھیاں بھینچ کر بولی۔ "اب ہوش میں آ جاؤ ورنہ تم خود دیکھو کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔!"

"اردو میں.... اردو میں کہو جو کچھ کہنا ہے.... انگریزی زبان ایسے مضامین کی متحمل نہیں سکتی۔!"

"میں.... اردو.... جانتی....!" جولیا شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اٹک اٹک کر بولی۔

"جب سارے زمانے میں ذلیل ہوتے پھرتے ہو تو پھر ان بے چاری سے کیا پردہ۔!" ثریا نے ہریلے لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ "جو تمہارا دل چاہے.... سمجھو.... یکن اسے ثابت نہیں کر سکو گی کہ میں نے کبھی کسی دیسی آدمی سے بھیک مانگی ہو۔!"

"بہر حال بھیک مانگتے پھر رہے ہو....!"

"ہاں.... ہاں.... کیوں نہیں.... کار پرانی سہی.... لیکن بہر حال کار ہے.... کار سے اتر ر کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہوئے فارغ البالی کا احساس روح کو مضمحل نہیں ہونے دیتا اور ان غیر ملکیوں پر بھی کافی رعب پڑتا ہے.... تم خود سوچو اپنے اپنے ملک واپس جا کر میرا تذکرہ خصوصیت سے کریں گے.... قوم بھی سربلندی حاصل کرے گی.... اس طرح.... واہ.... کتنی مالدار قوم ہے کہ بھکاری کاریں رکھتے ہیں....!"

"خیر.... خیر.... میں نے آگاہ کر دیا ہے....!" ثریا نے تلخ لہجے میں کہا۔ "ڈیڈی اب آپ کو اس شہر میں نہیں رہنے دیں گے۔!"

"کیوں....؟"

"کیا مطلب....؟" کیا آپ کی طرح ہم سبھوں نے غیرت بیچ کھائی ہے۔!

"اچھا بس.... جاؤ یہاں سے.... اب تم لوگ مجھے بھیک مانگنے کے حق سے بھی محروم کر دینا چاہتے ہو۔!"

"بہتر ہے.... کہ آپ خود ہی یہاں سے کہیں اور چلے جایئے.... ورنہ ڈیڈی کا طریق کار آپ کے لئے بے حد تکلیف دہ ثابت ہوگا۔!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ "وہ کوئی نئی خوش خبری سنانا چاہتا ہے۔!"

"خوش خبری....!" عمران اچھل کر اٹھ بیٹھا.... لیکن پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کسی مایوس کن

خیال نے اس کی ساری خوشیوں کا گلا گھونٹ دیا ہو۔ چہرے پر مردنی سی چھا گئی۔

"بلاؤ....!" اس نے مری مری سی آواز میں کہا۔

سلیمان چلا گیا۔

جولیا اور ثریا ایک دوسری کی شکلیں دیکھتی رہیں.... پھر ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ جر نے خاکی پتلون اور خاکی قمیض پہن رکھی تھی پتلون اور قمیض پر موبل آئیل کے دھبے تھے۔ قبو صورت ہونے کے باوجود کسی قدر ہونق معلوم ہوتا تھا۔ عمر پچیس اور تیس کے درمیان ر ہوگی۔

آتے ہی اس نے ہاتھ ہلا ہلا کر کسی قسم کے اشارے کئے اور دونوں کے درمیان کچھ دیر تک اشاروں ہی اشاروں میں افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری رہا پھر وہ چلا گیا.... اور جولیا نے عمران کو پیٹتے دیکھا۔ ساتھ ہی وہ کہتا جا رہا تھا۔ "مجھے ایک کھٹارے کی بدولت کیسے کیسے تجربے ہو ر ہیں.... مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجازی سے حقیقی نہ ہو جائے۔!"

اور پھر شاید اس نے مسہری ہی پر سر کے بل کھڑے ہونے کی کوشش کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ثا نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

"کک.... کیا ہے....!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"اماں بی کی جان کے گاہک نہ بنو....!"

"تم ہی بتاؤ میں کیا کروں....!"

ثریا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازے میں پھر وہی گونگا ڈرائیور دکھائی دیا.... اس بار اس ک اشاروں میں دبا دبا سا جوش بھی شامل تھا!

عمران نے یکلخت مسہری سے چھلانگ لگائی اور کرسی کی پشت گاہ پر پڑے ہوئے کوٹ پر جھ مارتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا.... پھر وہ اور ڈرائیور دوڑنے ہی کے سے انداز میں فلیٹ برآمد ہوئے تھے۔

ثریا اور جولیا ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ کر رہ گئیں.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دونوں د ہی دل میں ایک دوسری کو بُرا بھلا کہہ رہی ہوں۔

* * *

عمران گاڑی کو دھکیل رہا تھا.... اور گونگا ڈرائیور اسٹیئرنگ کر رہا تھا.... کئی راہ گیر بھی عمران اتھ بٹانے لگے۔

پھر گاڑی نہ صرف اسٹارٹ ہوئی بلکہ یہ جا وہ جا.... نظروں سے اوجھل بھی ہو گئی.... اور ران بیچ سڑک پر کھڑا پتہ نہیں منہ تکتا رہ گیا تھا یا پھر اپنا سا منہ لے کر رہ جانے والا محاورہ صادق اتھا اس پر....!

راہگیروں میں سے ایک بولا۔ "آپ تو شاید اسی گاڑی پر تھے۔!"

"جی ہاں....!" عمران نے روہانسی آواز میں جواب دیا۔

"پھر.... اب....!"

"آج میں اسے جان سے مار دوں گا....!" دفعتاً عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "کیونکہ یہ پہلا قعہ نہیں ہے۔!"

"یعنی....!"

"پہلے بھی ایسی ہی حرکتیں کر چکا ہے....!"

"کون....!"

"میرا ڈرائیور....!"

"تو وہ آپ کا ڈرائیور تھا....!" راہگیر نے حیرت ظاہر کی۔

"جی ہاں.... چلتے چلتے انجن بند ہو جاتا ہے.... اور وہ مارے خوشی کے ژوں.... اور میں رک ہی پر کھڑا رہ جاتا ہوں.... اب پتہ نہیں کتنی دیر بعد اسے دھیان آئے کہ میں گاڑی میں جود نہیں ہوں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے.... گاڑی کا میک اور ماڈل کیا ہے....!"

"حضرت آدم اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے۔!" عمران جھلا کر بولا۔

"ارے صاحب تو اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے.... آپ تھک گئے ہوں گے.... چلئے ئے پلوا دوں....!"

"جان نہ پہچان.... چائے پلوادوں....!" عمران منہ ٹیڑھا کر کے بولا۔

"ارے صاحب.... آپ تو سچ مچ خفا ہو گئے۔!"

"نہیں صاحب....! میں کہیں نہیں جاؤں گا.... ممکن ہے کچھ دیر بعد اسے میرا خیال آئے.... تب پھر وہ بے چارہ مجھے کہاں تلاش کرتا پھرے گا۔!"

"وہ سامنے دیکھئے.... اسی کیفے میں بیٹھ کر ہم سڑک پر بھی نظر رکھ سکیں گے۔!"

عمران نے اوپر سے نیچے تک مخاطب کا جائزہ لینے کے بعد کہا۔ "کیوں....! صاحب مجھ م کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں کہ آپ مجھے چائے پلوائیں گے۔!"

"نیکی کا زمانہ نہیں....!" راہ گیر ناخوش گوار لہجے میں بڑبڑا کر عمران کو اس طرح گھورنے جیسے اس نے توہین کی ہو....!

"کک.... کیوں.... کیا جھگڑا کریں گے....!" عمران نے خوف زدگی کا مظاہرہ کر ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں....!" راہگیر ہنس پڑا.... پھر سنجیدگی سے بولا۔ "دراصل آپ کی گاڑی م دلچسپی لے رہا ہوں.... اسی لئے موڈل اور میک کے بارے میں پوچھا تھا۔!"

"فورڈ.... ۱۹۲۸ء.... میری پیدائش سے بھی پہلے کا موڈل ہے۔!" عمران نے ٹھنڈ سانس لے کر کہا۔

"میری دلچسپی کا باعث یہی ہے....!"

"اچھی بات ہے.... تو پھر چائے پی لوں گا.... آیئے....!" عمران نے سڑک پار کرنے لئے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اجنبی راہگیر اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

یہ دراز قد اور متوسط جسامت کا آدمی تھا.... عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ سیاہ پتلون اور براؤن جیکٹ میں ملبوس تھا۔

وہ قریبی کیفے میں داخل ہوئے.... اجنبی ایک میز منتخب کر کے اس کی طرف بڑھا۔

"یہاں بیٹھ کر ہم سڑک کی طرف دھیان رکھ سکیں گے....!" اس نے سامنے والی کر طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے کہا۔

دونوں بیٹھ گئے۔

عمران کے مشورے پر اس نے چائے کی بجائے کافی کا آرڈر دیا تھا.... "یہ گاڑی کب سے ہے اپ کے پاس....!"

"ابھی حال ہی میں ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں تبرکاً منتقل ہوئی ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"یہ مبلغ ساڑھے چار ہزار روپے.... اس پر مبلغ پانچ ہزار مزید کا چڑھاوا۔!"

"اوہو.... تو گویا ساڑھے نو ہزار صرف ہوئے ہیں اس پر....!"

"جی ہاں.... بس یہی سمجھ لیجئے....!"

"اگر آپ کو اس کے بارہ ہزار مل جائیں تو....!"

"میری قدردانی کا عرس مع قوالی ہو جائے گا....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"قدردانوں کے سودے ہیں....!"

"شاید آپ بہت زیادہ تنگ آگئے ہیں اس گاڑی سے....!"

"نہیں میرا خیال ہے کہ وہ خود تنگ آگئی ہوگی مجھ سے....!"

"سچ مچ آپ بہت بیزار معلوم ہوتے ہیں۔!"

"صاحب آپ چائے پلانے لائے ہیں مجھے۔!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"نہیں کافی.... وہ دیکھئے.... وہ آرہی ہے....!"

"کدھر....!" عمران اچھل پڑا۔

"تذکرہ آپ کی گاڑی کا نہیں بلکہ کافی کا ہے۔!"

"اوہ....!" اُس نے اس ویٹر کی طرف مایوسانہ انداز میں دیکھا جو میز پر کافی کا سامان لگا رہا تھا۔ اجنبی اُسے بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا.... ویٹر کے چلے جانے کے بعد اس نے پیالیاں سیدھی کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ کتنی شکر لیتے ہیں۔!"

"جی....!" عمران چونک پڑا پھر کسی قدر خفت کے ساتھ بولا۔ "دو چمچے....!"

اجنبی کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ دکھائی دی اور پھر وہ بڑے انہماک سے کافی بنانے لگا۔!" کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

"آپ بہت خاموش طبع معلوم ہوتے ہیں....!"

"مجھے چپ لگ گئی ہے....!" عمران کافی کی پیالی کو گھورتا ہوا بولا۔

"چپ تو کسی اچانک حادثے ہی کی وجہ سے لگتی ہے۔!"

"جی ہاں....!" عمران نے سر ہلا کر ٹھنڈی سانس لی۔

"کوئی غم ناک حادثہ....!"

"جی....!" عمران نے قہر آلود نظروں سے اسے گھورنا شروع کیا۔

"کیوں....؟ کیا آپ کو میرا یہ سوال بُرا لگا ہے....!"

"جی نہیں....! میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کہیں آپ حاتم طائی تو نہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"پچھلے سال بھی ایک صاحب مجھے شہزادہ منیر شامی سمجھ بیٹھے تھے۔!"

"مذاق اڑا رہے ہو میرا برخوردار....!"

"ہرگز نہیں....!"

"تو پھر....!"

"مطلب یہ ہے کہ اگر میں آپ کو کسی غم ناک حادثے کی اطلاع بھی دوں تو آپ میرے لئے کیا کر سکیں گے۔!"

"ہمدردی کے دو بول مرہم سے زیادہ ہوتے ہیں۔!"

"مرہم کے نام ہی سے گھن آتی ہے مجھے.... رہی ہمدردی تو....!" عمران نے جملہ پورا کرنے کی بجائے ٹھنڈی سانس لی۔

"ہاں....! رک کیوں گئے.... کہو.... کہنے سے جی ہلکا ہو جاتا ہے....!"

"آپ کی کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے جناب....!" عمران بولا۔

"ہوں.... اُوں.... ٹھیک ہے....!" اس نے جھک کر پیالی سے چسکی لی اور پھر سیدھا بیٹھ کر سگریٹ سلگانے لگا۔

"معاف کرنا.... میں کسی کو سگریٹ آفر نہیں کرتا!" اس نے سگریٹ سلگا لینے کے بعد کہا۔

"ہمت ہو تو آفر کر کے دیکھئے....!" عمران نے اس زور سے میز پر گھونسہ رسید کیا کہ پیالیاں

بج اٹھیں۔

"ارے.... ارے.... تم ہوش میں ہو یا نہیں....!" دراز قد نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کئی لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"تم وحشیوں کی سی حرکتیں کیوں کرتے ہو....!" اس بار اجنبی کی آواز میں جھلاہٹ کی جھلکیاں تھیں۔

"سگریٹ نہ پینے والوں کا دل اسی طرح دکھتا ہے اگر انہیں سگریٹ آفر کئے جائیں۔!"

"ختم کرو.... میں تم سے گاڑی کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا تھا۔!"

"کیجئے....؟" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"پہلے کافی ختم کر لیں....!"

عمران خاموشی سے کافی پیتا رہا.... اس کے چہرے پر گہری حماقت طاری تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کی زندگی میں کافی کی اس پیالی کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہو....! دراز قد اجنبی نے ل ادا کرنے کے بعد اس سے کہا۔ "میرے خیال سے بہتر یہی ہو گا کہ اب ہم یہاں سے اٹھ چلیں.... اگر تم میری قیام گاہ تک چلنا پسند کرو تو کیا کہنا.... اگر تمہارا ڈرائیور ادھر واپس آیا تو ہمیں موجود نہ پا کر گھر واپس جائے گا۔!"

"جی ہاں.... بات تو یہی ہے....!"

"تو پھر.... چل رہے ہو.... میرے ساتھ....!"

"چلئے....!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

وہ کیفے سے باہر آئے۔

اجنبی بولا.... "کچھ دور پیدل چلنا پڑے گا.... میری گاڑی پیچھے رہ گئی ہے۔!"

"بہت بہتر جناب....!" عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

پھر انہیں قریب قریب دو فرلانگ کا فاصلہ پیدل طے کرنا پڑا تھا۔

"اررر.... آپ یعنی کہ یہ آپکی گاڑی ہے۔!" عمران نے کہا اور حیرت سے منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"ہاں.... ہاں.... میری ہی ہے.... بیٹھو....!" دراز قد اجنبی نے اس کے لئے اگلی نشست

کادروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

”اور.... اور.... آپ نے میری گاڑی میں دھکا لگایا تھا....!“ عمران کے لہجے کا تحیر بدستو قائم تھا.... اور اب تو اس میں کسی قدر خوف کی جھلکیاں بھی پائی جاتی تھیں۔

”بیٹھو....!“ دراز قد اجنبی نے جھلائے ہوئے انداز میں عمران کو دھکا دیا۔

عمران بوکھلا کر گاڑی میں بیٹھ گیا.... اجنبی دروازہ بند کر کے اسٹیئرنگ کی طرف والے دروازے کی طرف بڑھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تیز رفتاری کے ساتھ کسی نہ معلوم منزل کی طرف اڑے جا رہے تھے....

عمران خاموش تھا۔

”کیا واقعی تم کم سخن ہو....!“ اجنبی نے اسے مخاطب کیا۔

”پپ.... پتہ نہیں....!“

”یہ تم یک بیک پریشان کیوں ہو گئے ہو....!“

”کک.... کچھ نہیں.... مم.... میں ٹھیک ہوں....!“

”خیر.... خیر....!“

کچھ دیر بعد پھر خاموش رہی.... پھر اجنبی ہی بولا۔ ”تم نے پوچھا نہیں کہ میں تمہیں اپ گھر کیوں لے جا رہا ہوں۔!“

”جج.... جی ہاں....!“

”کیا.... جی ہاں....!“

”میں کیا پوچھوں....!“ عمران گھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ ”آپ کوئی بہت اچھے آد معلوم ہوتے ہیں۔!“

”اوہو.... تو تمہیں مجھ پر اتنا اعتماد ہو گیا ہے۔!“

”آپ جیسے بزرگوں کی.... مطلب یہ کہ.... اگر شفقت.... نن نصیب ہو جائے تو اور.... کک.... کیا چاہیئے....!“

”تم ہمیشہ ہکلاتے ہو.... یا اسی وقت ہکلاہٹ کا دورہ پڑا ہے۔!“

”ارے.... وہ....!“ عمران نے جھینپے ہوئے انداز میں قہقہہ لگایا پھر سنجیدگی اختیار کر

بولا۔ ”دراصل میں آپ سے نہ جانے... کک... کیوں.... خوف سا بھی محسوس کر رہا ہوں۔!“

”عجیب بات ہے....!“ اجنبی مسکرا کر بولا۔ ”میرا خیال ہے تم مسلسل بولتے رہو.... ہکلاہٹ دور ہو جائے گی۔!“

”کیا بولوں....!“ عمران پر تشویش انداز میں سر کھجاتا ہوا بڑبڑایا.... پھر چونک کر کہنے لگا۔

”آپ نے مجھ سے کسی غم ناک حادثے کے بارے میں پوچھا تھا۔!“

”بالکل پوچھا تھا۔ آج کل ہر جوان آدمی کسی نہ کسی غم ناک حادثے سے ضرور دوچار ہوتا ہے۔!“

”ہوتا ہے نا....!“ عمران نے بچوں کی طرح خوش ہو کر پوچھا۔

”یقیناً....!“

”تب تو جی ہاں.... مجھے حال ہی میں ایک غم ناک حادثہ پیش آیا ہے۔!“

”مجھے بتاؤ.... شاید تمہارے کسی کام آسکوں....!“

”وہ.... دراصل مجھے شرم آرہی ہے۔!“

”نہیں.... بتاؤ.... بتاؤ.... اس کا خیال نہ کرو کہ عمر میں تم سے بڑا ہوں۔ بے تکلفی سے بتاؤ.... مجھے اپنا دوست سمجھو....!“

”اچھی بات ہے....!“ عمران بڑبڑایا۔ پھر اونچی آواز میں کہنا شروع کیا۔ ”میرے مشاغل عمر کے اعتبار سے مضحکہ خیز ہیں.... آپ کو بھی معلوم ہوں گے.... کبوتری دو انڈے دیتی ہے.... ایک اس کے نیچے سے پار کر کے مرغی کا انڈا رکھ دیتا ہوں.... وہ دونوں کو سہتی رہتی ہے.... اور آخر کار ایک مرغی کا چوزہ اور ایک کبوتر کا بچہ نکل آتا ہے.... سخت جھینپتی ہو گی کبوتری کیوں؟ ہے کہ نہیں۔!“

”کیا اوٹ پٹانگ اڑا رہے ہو....!“ اجنبی جھنجھلا کر بولا۔

”کہئے تو قسم کھا جاؤں.... یہ جھوٹ نہیں ہے.... میرے پاس ایسے گیارہ مرغ ہیں جو کبوتری....!“

”اچھا بس خاموش رہو....!“ اجنبی نے اسے جھڑک دیا.... اور عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے زیر لب کچھ بڑبڑاتا ہوا بالآخر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی گاڑی ایک بڑی عمارت کی چار دیواری کے پھاٹک پر رکی۔ پھاٹک بند

تھا.... اجنبی نے ہارن بجایا.... پھاٹک کھلنے میں دیر نہیں لگی تھی.... گاڑی آہستہ سے اندر داخل ہوئی اور پھر ایک طویل روش طے کرتی ہوئی پورچ میں آرکی۔!"

"آپ یہاں رہتے ہیں....!" عمران نے گھٹی گھٹی سی آواز میں رک رک کر پوچھا۔

"ہاں.... ہاں چلو اترو....!" جواب ملا۔

عمران دروازہ کھول کر دوسری طرف اتر گیا۔

"اب تمہیں کچھ دور پھر پیدل چلنا پڑے گا....!" اجنبی نے ایک طرف ہاتھ اٹھا کر کہا "ادھر میرا گیراج ہے۔!"

"گیراج.... میں نہیں سمجھا....!"

"میں تمہیں وہ نوادرات دکھاؤں گا.... جنہیں دیکھنے کی تمنا بہتوں کے دل میں ہے.... لیکن ان کی رسائی مجھ تک نہیں ہے۔!"

عمران نے لاپرواہی سے شانے جھٹکے اور اجنبی کے ساتھ چلنے لگا۔

گیراج کافی طویل و عریض ثابت ہوا.... یہاں بابا آدم کے زمانے سے لے کر طوفان نوح کے وقت تک کی گاڑیوں کے بیس مختلف ماڈل موجود تھے.... دفعتاً عمران نے بے تحاشہ ہنسنا شروع کردیا.... اجنبی کی بھنویں تن گئیں اور پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں.... وہ اسے گھورتا رہا پھر یک بیک چیخ کر بولا۔

"خاموش رہو.... بند کرو دانت....!"

عمران دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے ہوئے فرش پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ لیکن جسم اب بھی متزلزل تھا۔

"کیا تم پاگل ہوگئے ہو....!" اجنبی پھر دہاڑا۔

پھر ایسا معلوم ہوا جیسے عمران نے زبردستی اپنی ہنسی پر قابو پایا ہو.... سانس پھولے جارہی تھی.... اور ہونٹوں کے گوشے پھڑک رہے تھے۔

"مم.... میں.... معافی چاہتا ہوں.... ہنسی خود پر آئی تھی" عمران ہانپتا ہوا بولا۔ "یعنی کہ میں ایک ہی گاڑی سے اس قدر زچ ہوا ہوں اور آپ تو دن رات دھکے ہی لگاتے رہتے ہوں گے۔!"

کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ پھر ہنسی کا دورہ پڑ گیا.... اس بار تو اجنبی کے بھی دانت نکل پڑے تھے

لیکن پھر وہ سختی سے ہونٹ بھینچ لینے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

عمران ہنستا رہا۔

"اچھا بس....!" اجنبی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب سنجیدگی سے میری بات سنو.... میں تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ مجھے بہت پرانی کاریں جمع کرنے کا شوق ہے۔!"

عمران خاموش کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اس کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔!

"میں تمہاری گاڑی خریدنا چاہتا ہوں.... پہلے ہی بارہ ہزار کہہ چکا ہوں.... اس سے ایک کوڑی زیادہ نہیں دوں گا.... ہوسکتا ہے تم میری دلچسپی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو۔!"

"جی.... کیا مطلب....!" عمران نے نتھنے پھلائے۔

"تم اس سے زیادہ پر بھی اڑ سکتے ہو کیونکہ میں نے دلچسپی ظاہر کی ہے۔!"

"کیا آپ مجھے کوئی گھٹیا آدمی سمجھتے ہیں....!"

"یہ تو سابقہ پڑنے ہی پر معلوم ہوسکے گا۔!"

"میں ساڑھے نو ہزار سے کوڑی زائد نہیں لوں گا.... اگر بیچنے کا ارادہ ہو تو....!"

"کیوں....؟ کیوں نہیں بیچو گے.... خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو.... ساڑھے نو ہزار میں قریب کے ماڈل کی کوئی گاڑی دلوادوں گا.... مزے کرنا۔!"

"اچھی بات ہے تو اب سنئے.... یہ گاڑی بجائے خود ایک غمناک حادثہ ہے میری زندگی میں۔!"

"اوہ.... مجھے بتاؤ کیا بات ہے....! شاید میں تمہاری کوئی مدد کرسکوں....!"

"ایک یاد وابستہ ہے اس گاڑی سے۔!"

"مجھے بتاؤ.... مجھے بتاؤ....!" اجنبی کی آنکھیں عجیب انداز میں چمکنے لگی تھیں۔

"یہ تو میں نہیں بتا سکتا.... ہرگز نہ بتاؤں گا.... میں نے تو کسی سے وعدہ کیا تھا.... کہ اس معاملے کو کسی تیسرے آدمی تک نہیں پہنچنے دوں گا۔!"

"تو تم نہیں بیچو گے....!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں....!"

"میں کہتا ہوں مجھے بتاؤ اپنی دشواریاں....!"

”اگر میں نے فروخت کردی تو پھر اسے دیکھ بھی سکوں گا.... اور یہ حادثہ میرے لئے موت کا پیغام ہوگا۔“

”اور تم اس کے اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے کیوں....!“

”یہی تو مصیبت ہے.... ڈرائیور رکھنا پڑا ہے اس کے لئے....!“

”اچھا اگر تم اسے روانہ دیکھ بھی سکو تو....!“

”اوہو.... تو پھر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے....!“ عمران چہک کر بولا۔

”لاؤ.... ہاتھ اسی بات پر....!“ اجنبی نے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے بھی ہاتھ بڑھایا اور وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولا۔ ”سودا پکا.... تم دن میں دس بار آکر اسے دیکھ سکتے ہو.... آج سے تم بھی میرے دوستوں میں شامل ہوگئے۔!“

”بہت بہت شکریہ.... میرا نام علی عمران ہے۔!“

”اوہ میں....!“ وہ اپنی جیب ٹٹولتا ہوا بولا۔ ”یہ رہا میرا کارڈ....!“

”ار.... ارے.... باپ رے.... سر بہرام بارود والا.... ب.... باپ!“

”ارے.... تم گھبرا کیوں گئے....!“ وہ ہنسنے لگا۔

”جناب....! آپ نے مم میری گاڑی کو دھکا لگایا تھا.... میرے خدا اتنا بڑا آدمی.... جناب کیا آپ مجھے معاف نہ فرمائیں گے۔!“

”ارے.... کیا بات ہے بھئی.... تم میرے دوست ہو....!“ وہ عمران کا ہاتھ دبا کر بولا.... اس وقت اس کی آنکھیں بچوں کی آنکھوں سے مشابہہ نظر آتی تھیں۔

”پھر بھی جناب.... میں بہت بے ہودہ ہوں....!“ عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ارے کچھ نہیں....!“ وہ عمران کی پشت پر تھپکیاں دیتا ہوا بولا۔ ”چلو میرے ساتھ اب میں تمہیں اپنی سپیشل چائے پلواؤں گا.... خاص طور پر بلنڈ کراتا ہوں۔!“

* * *

جولیانا فٹنر واٹر نے فون پر صفدر کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی۔

”تم نے مجھے فون نہیں کیا....! حالانکہ جانتے تھے کہ میں پریشان ہوں۔!“

”مجھے ہنسی آتی ہے تمہاری بوکھلاہٹ پر....!“ دوسری جانب سے جواب ملا۔ ”ویسے مجھے خود بھی حیرت ہے کہ وہ حضرت کیا کرتے پھر رہے ہیں۔!“

”کیوں.... اب کیا ہوا....؟“

”گاڑی فروخت ہوگئی.... سر بہرام بارود والا نے خریدی ہے.... لیکن ڈرائیور اب بھی موجود ہے۔!“

”میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ وہ پھر تو بھیک مانگتا ہوا نہیں دکھائی دیا۔!“

”نہیں.... بھئی.... ساڑھے نو ہزار میں سودا ہوا ہے....!“

”کیا سر بہرام پاگل ہے.... اس کھٹارے کے ساڑھے نو ہزار....!“

”کیا تم نہیں جانتیں کہ سر بہرام کو پرانی گاڑیاں جمع کرنے کا شوق ہے۔!“

”اوہو....!“

”دلچسپ آدمی ہے.... بہر حال تم مطمئن رہو....! وہ حضرت اب بھیک نہیں مانگتے.... آج ہی دو بہت قیمتی سوٹ خریدے ہیں۔!“

”کیا وہ سچ مچ اتنا ہی احمق ہے کہ ایک بہت پرانی گاڑی خرید کر اس کے اخراجات کے لئے بھیک مانگتا پھرتا....!“ جولیا نے کہا۔

”تم خود ہی غور کرو اس پر....!“

”کیا چکر ہے....؟“

”پتہ نہیں.... لیکن اس دوران میں ایک انکشاف اور بھی ہوا ہے۔!“

”وہ کیا....؟“

”رحمان صاحب....! اسے شہر ہی سے نکلوا دینے کے درپے ہوگئے ہیں۔!“

”میں نہیں سمجھی۔!“

”تفصیل کا علم نہیں ہے مجھے.... لیکن ہے کچھ ایسی ہی بات....!“

”میرا خیال ہے کہ انہیں بھی اس کی یہ حرکت گراں گزری ہے۔!“ جولیا نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے....!“

”اچھا بہت بہت شکریہ....!“ جولیا نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن ابھی میز کے پاس سے ہٹنے بھی نہیں پائی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہلو....!“ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

جواب ملنے کی بجائے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور جولیا کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔

کس کی حرکت ہو سکتی ہے.... اس نے ریسیور کو کریڈل پر رکھتے ہوئے سوچا۔

”اونہہ....!“ بُرا سا منہ بنا کر شانے جھٹکاتی ہوئی مینٹل پیس کی طرف مڑ گئی۔ دو قدم بھی نہیں چلی تھی کہ گھنٹی بجی۔

ہونٹ بھینچ کر ریسیور اٹھا.... اس بار کی ”ہلو“ قہر آلود تھی۔

لیکن دوسری جانب سے ایکس ٹو کی غراہٹ سن کر حواس باختہ ہو گئی۔

”میں نے تم سے کہا تھا کہ عمران کی فکر میں نہ پڑو....!“

”یس سر....!“

”لیکن.... اس کے باوجود بھی....!“

”مم.... میں معافی چاہتی ہوں جناب....!“ وہ روہانسی ہو گئی۔

”سزا ضرور ملے گی....!“ بے حد خشک لہجے میں کہا گیا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔

”ہلو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”سزا یہ ہے کہ تم اسی کے ہاتھوں اپنی سزا کو پہنچو!“

”مم.... میں....!“

”خاموشی سے سنو....!“ غراہٹ خوف ناک تھی.... جولیا کانپ گئی۔ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے پلکیں جھپکائیں.. اور دو موٹے موٹے قطرے رخساروں پر ڈھلک آئے۔

”جولیانافٹنر واٹر....!“

”یس سر....!“ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

”اب وہ جس طرح چاہے گا تمہیں استعمال کرے گا۔ تم اُف بھی نہ کر سکو گی۔!“

”مم.... میں.... نہیں سمجھی۔!“

”جس طرح چاہے گا تمہیں استعمال کرے گا.... بس.... اوور....!“

جولیا نے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سنی.... اس کا دل شدت سے ھڑک رہا تھا۔

ریسیور کریڈل پر پٹخ کر اس نے آنکھیں خشک کرتے وقت سوچا۔

”یہ بھی کوئی زندگی ہے.... عمران.... بھلا وہ اسے کس طرح استعمال کرے گا.... اونہہ.... دیکھوں گی۔!“

کچھ دیر پہلے عمران کے لئے ہمدردی کا جذبہ ٹھاٹھیں مار تا رہا تھا.... لیکن ایکس ٹو کی گفتگو سن ر وہ ایسا محسوس کرنے لگی تھی جیسے عمران کے تصور سے بھی بیزار ہو۔ وہ دانت پیستی ہوئی اس رے ہی سے ہٹ گئی۔

◆

صفدر ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا.... اس بار جولیا کا نجی کام نہیں تھا.... بلکہ اس کے لئے براہِ راست ایکس ٹو کی طرف سے ہدایت ملی تھی.... اور صفدر کو یقین تھا کہ عمران اس میک اپ مں اسے پہچان نہیں سکے گا۔!

گاڑی اس نے فروخت کر دی تھی.... لیکن گونگا ڈرائیور اب بھی اس کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ اس وقت ٹو سیٹر میں دونوں موجود تھے.... اور گونگا ہی اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔ صفدر کی گاڑی اس کے پیچھے تھی۔

رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے.... سردی شباب پر تھی۔ اسٹیئرنگ پر صفدر کے ہاتھ گویا جے جا رہے تھے.... شمال کی برفانی ہوا ہڈیوں میں سرائیت کرتی محسوس ہوتی تھی۔

آخر یہ دونوں کہاں جا رہے ہیں....؟ صفدر سوچ رہا تھا کیا ایکسٹو نے کوئی کام عمران کے سپرد کیا ہے لیکن اگر یہ بات ہوتی تو احکامات کا انداز مختلف ہوتا....! تعاقب کا حکم کچھ اس طرح دیا گیا تھا جیسے ایکس ٹو کو بھی عمران کی موجودہ حرکات کے بارے میں تشویش ہو اور وہ خود بھی اس کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا ہو۔

بہر حال اس ٹھٹھرا دینے والی رات سے نپٹنا ہی تھا.... پتہ نہیں یہ دونوں کہاں تک جائیں۔

عمران کی ٹوسیٹر شہری آبادی کو بہت پیچھے چھوڑ گئی تھی۔

کھلی فضا میں پہنچتے ہی سردی کا احساس شدید ہو گیا۔

"اسی سڑک پر آگے ایک متوسط درجے کا قصبہ تھا.... جہاں زیادہ تر مویشیوں کا کاروبار کرنے والے آباد تھے.... سڑک کے کنارے ہی ایک اقامتی ہوٹل بھی تھا۔ مویشیوں کی خرید و فروخت کے سلسلے میں آنے والے باہر کے بیوپاری عموماً یہیں قیام کرتے تھے۔!"

ہوٹل کی ظاہری حالت اس بناء پر بھی اچھی تھی کہ ادھر سے غیر ملکی ٹورسٹ آثار قدیم کے مشاہدے کے لئے اسی سڑک سے گزرتے تھے۔!

صفدر کا خیال تھا کہ عمران کی گاڑی شاید وہاں رکے.... کیونکہ وہ خود بھی گرم گرم چائے کی ایک پیالی کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا تھا۔

بالآخر اس کا خیال درست ثابت ہوا.... احمد پور کے نواح میں داخل ہوتے ہی عمران کی گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی تھی۔!

اور پھر ہوٹل ہی کے سامنے وہ رک بھی گئی.... صفدر کو ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی شیورلٹ اور بھی دکھائی دی.... جو پہلے ہی سڑک کے کنارے موجود تھی۔ صفدر نے اپنی گاڑی سڑک سے اتار کر کچھ فاصلے پر روک دی اور ان دونوں کو ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھتا رہا۔

اس نے ابھی تک اپنی گاڑی کی مشین بند نہیں کی تھی! کچھ دیر اور ٹھہر کر اس نے سوئچ آف کر دیا اور خود بھی گاڑی سے اتر آیا۔

ہوٹل کا ڈائننگ ہال معمولی قسم کے فرنیچر پر مشتمل تھا۔ لیکن رکھ رکھاؤ اور ستھرے پن کی وجہ سے دوسرے دیہی ہوٹلوں سے مختلف نظر آتا تھا۔

صفدر کا اندازہ تھا کہ ڈائننگ ہال ویران ہوگا اس وقت کیونکہ اب ڈیڑھ بج رہے تھے۔ لیکن خیال غلط نکلا.... آدھی سے زیادہ میزیں آباد تھیں۔

صفدر نے اپنے لئے عمران کے قریب والی میز منتخب کی.... اور اس طرح بیٹھا کہ عمران کی پشت اس کی طرف رہے.... گونگا ڈرائیور اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا اور عمران کا سر کبھی اس طرح ہلتا جیسے وہ اس کی بات سمجھ گیا ہو اور کبھی اس طرح ہلتا جیسے وضاحت کے لئے مز اشارے درکار ہوں.... گونگا اپنے حلق سے ہلکی ہلکی آوازیں بھی نکالتا جاتا تھا۔

صفدر نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر کافی لانے کو کہا۔

عمران کی میز کے قریب بھی ایک ویٹر نظر آیا.... اور پھر جب وہ اس کا آرڈر لے کر واپس جارہا تھا ایک آدمی سے ٹکرا گیا جو تیزی سے عمران کی میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اندھے ہو....!" وہ غرایا۔

"معافی چاہتا ہوں جناب!" ویٹر گڑگڑایا اور وہ آدمی مزید کچھ کہے بغیر عمران کیطرف بڑھ آیا۔

صفدر نے اسے کرسی کھینچ کر عمران کے قریب بیٹھتے دیکھا۔

"آپ آئے ہیں یا جارہے ہیں....!" اس نے عمران سے پوچھا۔ فاصلہ اتنا زیادہ نہیں تھا کہ صفدر ان کی گفتگو نہ سن سکتا۔

"میں صرف بیٹھا ہوا ہوں....!" عمران کا جواب تھا۔

"جی وہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں....! میرا مطلب تھا آثار قدیمہ....!"

"ذرا ٹھہریئے....!" عمران نے اسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔!

"جی....!"

"آثار قدیمہ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں....! میں خوبصورت اور جاندار جسموں کی تلاش میں نکلا ہوں....!"

"آپ دو ہی ہیں....!" اس نے پوچھا۔

"ڈیڑھ سمجھ لیجئے کیونکہ میرا ساتھی گونگا ہے۔!"

"کیا آپ سنجیدہ نہیں ہیں جناب....!"

عمران نے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر میز پر پٹختے ہوئے کہا۔ "میں بہت بوکھلایا ہوا ہوں.... دیر نہ کرو....!"

"رکھ لیجئے جناب....! اسے جیب میں رکھ لیجئے.... رات کا وقت ہے۔!" اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

صفدر نے دیکھا عمران نے بڑی لاپرواہی سے وہ گڈی پتلون کی جیب میں ٹھونس لی ہے.... اتنے میں ان کی میز پر چائے کی ٹرے آگئی۔

"نہیں شکریہ....!" اجنبی بولا۔ "میں ابھی ابھی پی چکا ہوں۔ آپ لوگ شوق فرمائیں۔!"

"یار مار گولی.... نہیں پیتے چائے وائے.... قیمت ادا کئے دیتے ہیں۔!" عمران مضطربانہ انداز میں بولا۔

"عنایت جناب....! آپ فکر نہ کیجئے....! اطمینان سے چائے پی لیجئے۔!" اجنبی بولا۔

"کہیں دور چلنا پڑے گا....!" عمران نے پوچھا۔

"بس تھوڑی دور....!"

"اوہو.... لیکن میری گاڑی تو سمٹر ہے.... آپ کا کیا ہوگا....!"

"میری اپنی گاڑی موجود ہے.... اور میں آپ لوگوں کو اپنی ہی گاڑی میں لے چلوں گا۔!"

"کیا ہر ایک محض آپ ہی کے توسط سے وہاں پہنچ سکتا ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں.... جو جانتے ہیں خود بھی پہنچ جاتے ہیں۔!"

"خیر.... خیر.... صاحب اب مجھے جلدی سے چائے پی لینے دیجئے۔!"

صفدر نے دیکھا کہ وہ جلدی جلدی چائے کے گھونٹ لے رہا ہے۔!

دو منٹ کے اندر اندر وہ کہیں اور جانے کے لئے اٹھ گئے.... صفدر اس وقت اٹھا تھا جب وہ دروازے سے نکل رہے تھے۔

پھر اس نے انہیں سیاہ شیورلٹ میں بیٹھتے دیکھا۔

کچھ دیر بعد صفدر ان کا تعاقب کر رہا تھا شیورلٹ کی رفتار خاصی تیز تھی۔

صفدر مطمئن تھا وہ کسی ایسی جگہ جا رہے تھے.... جہاں واقفیت رکھنے والے کسی کی رہنمائی کے بغیر بھی پہنچ سکتے تھے.... یہ بات اسے اجنبی ہی کی زبانی معلوم ہوئی تھی۔

چاروں طرف گہرا اندھیرا تھا.... صفدر نے بھی اپنی گاڑی شیورلٹ کے برابر ہی روکی تھی اور ان تینوں کے پیچھے چلنے لگا تھا۔

کچھ دور چلنے کے بعد اچانک ان میں سے ایک رکا تھا۔

"کون ہے....؟" صفدر نے آواز سنی۔

لیکن یہ عمران کی آواز نہیں تھی.... اور اس کا ساتھی تو گونگا تھا۔ یقیناً یہ اجنبی ہی ہو سکتا تھا وہی تھا کیونکہ صفدر کچھ دیر پہلے اس کی آواز سن ہی چکا تھا۔

"چلتے رہو....!" صفدر بدلی ہوئی آواز میں غرایا۔

اجنبی ہی کے ساتھ عمران اور اس کا ساتھی بھی رک گئے تھے۔

"آپ کون ہیں جناب.... اور اس طرح کیوں پیش آ رہے ہیں۔!"

"میں کہتا ہوں چلتے رہو....!" صفدر بولا۔

"اور کیا....؟ اندھیرے میں ہم کیوں کسی کو پہچاننے کی کوشش کریں.... مسافر تو ایک ہی اتے کے ہیں....!" عمران بڑی گھمبیر آواز میں بولا۔

"خیر صاحب....!" اجنبی بڑبڑایا اور وہ پھر چلنے لگا۔

اب صفدر کو یاد آیا کہ اسی طرف ایک بہت بڑا ریسٹ ہاؤز بھی ہے جسے کوئی غیر ملکی عورت لاتی ہے۔ شہر کے تاجر اور دوسرے مصروف پیشوں کے لوگ تعطیل گزارنے کے لئے اکثر اسی رف آتے ہیں۔ ریسٹ ہاؤز کا نام اس کے ذہن سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد شبہ یقین میں بدل گیا۔ وہ ریسٹ ہاؤز کی عمارت کے سامنے کھڑے تھے۔

اور اب صفدر کے انداز میں کسی قسم کی بھی ہچکچاہٹ باقی نہیں رہی تھی۔ البتہ وہ سوچ رہا تھا کہ راسے پہلے سے معلوم ہوتا کہ یہ لوگ یہاں آئیں گے تو وہ اپنی گاڑی وہاں نہ چھوڑتا بلکہ رے راستے سے سیدھا یہیں لیتا چلا آتا.... لان پر پہلے ہی سے کئی گاڑیاں پارک تھیں۔

وہ انہیں پیچھے چھوڑ کر خود آگے بڑھتا گیا۔ پورچ میں روشنی تھی۔! وہ سوچ رہا تھا آخر وہ لوگ دھے راستے سے کیوں نہیں آئے۔ اس طرح وہ سیاہ رنگ کی شیورلٹ عمارت تک آ سکتی۔

پورچ سے گزر کر وہ ہال میں داخل ہوا.... یہاں ایک معمر سفید فام عورت کاؤنٹر پر نظر ا.... اس نے بھنویں سکوڑ کر صفدر کا جائزہ لیا تھا۔

ہال میں اس عورت کے علاوہ اور کوئی نہ دکھائی دیا.... صفدر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عورت اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"کچھ پینے کو مل جائے گا....!" صفدر نے پوچھا۔

"بارہ بجے کے بعد یہاں شراب نہیں مل سکتی۔!" خشک لہجے میں جواب ملا۔

"میں چائے یا کافی کی بات کر رہا تھا۔!"

"مجھے افسوس ہے کہ اس وقت یہ بھی ناممکن ہے....!"

اتنے میں وہ تینوں بھی کاؤنٹر کے قریب آ پہنچے اور صفدر دوسری طرف مڑ کر بے تعلقانہ انداز

میں سگریٹ سلگانے لگا۔

اجنبی معمر عورت سے کہہ رہا تھا۔ "ان شریف آدمیوں کو صبح تک کے لئے کمرے چاہئیں۔"

"اوپر لے جاکر دکھادو.....!" بوڑھی عورت بولی۔

اجنبی پھر صدر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ عمران اور گونگا ڈرائیور اس کے پیچھے چل رہے تھے

"اچھا خاتون.....!" صفدر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "بہت بہت شکریہ.....!"

"مسٹر..... مجھے بے حد افسوس ہے کہ کوئی خدمت نہ کر سکی۔!"

صفدر اس کا پورا جملہ سننے کے لئے رکا نہیں تھا۔

اس نے اسے پورچ ہی میں جالیا..... لیکن ان سے کسی قدر فاصلے ہی پر چل رہا تھا۔

وہ چکر کاٹ کر عمارت کی پشت پر پہنچے اور دروازے میں داخل ہو گئے۔

یہ زینے تھے..... صفدر نے ان کی تقلید کی تھی اور نہایت اطمینان سے ان کے پیچھے پیچھے بھی زینے طے کر کے اوپر جا رہا تھا۔

ایک بالکنی میں زینوں کا اختتام ہوا۔ اب وہ ایک بڑے کمرے میں تھے جہاں دھندلے شیڈ ہوئے بلب روشن تھے.....اور موٹی سی عورت ایک آرام کرسی پر پڑی اونگھ رہی تھی۔

صفدر نے محسوس کیا کہ اب اجنبی خود اس کی طرف سے لاپرواہ نظر آرہا ہے۔ اندھیرے پہلے وہ اس کی شکل نہ دیکھ سکا ہوگا..... دوسری بار روشنی میں دونوں کاؤنٹر کے قریب ملے اسے بوڑھی عورت کا کوئی شناسا سمجھا ہوگا۔

"تم سو رہی ہو کیا.....؟" اجنبی نے بوڑھی عورت کا شانہ ہلا کر کہا۔

"اوں..... ہوں.....!" وہ بوکھلا کر سیدھی ہو گئی۔ نہ صرف سیدھی ہوئی بلکہ اجنبی پر بھی پڑی۔

"یہ کون سا طریقہ ہے جگانے کا..... جنگلی کہیں کے.....!"

"اے..... خواہ مخواہ بات نہ بڑھاؤ..... جو خالی ہیں انہیں بلاؤ.....!"

"میں کہہ رہی تھی کہ آدمیوں کی طرح رہا کرو.....؟" عورت پھر غرائی۔

"موڈ ٹھیک کرو جلدی سے..... یہ لو.....!" اجنبی نے اس کی طرف اپنا سگریٹ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم بعض اوقات تکلیف دہ ہو جاتے ہو.....!" عورت نے سگریٹ کیس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ نرم ہو گیا تھا..... سگریٹ سلگا کر اس نے ان تینوں کا بغور جائزہ لیا.....اور دیوار پر ایک پش سوئچ کا بٹن دباتی ہوئی اجنبی سے بولی۔ "سب ہی خالی ہیں..... موسم کے شدید ہو جانے کی وجہ سے شاید کوئی ادھر آیا ہی نہیں..... خدا غارت کرے ان شمالی..... ہواؤں کو.....!"

تھوڑی ہی دیر بعد ایک ایک کر کے گیارہ لڑکیاں کمرے میں داخل ہوئیں۔ صفدر کا اندازہ تھا کہ ان میں سے کوئی بھی دیسی نہیں ہے۔

عمران اور اس کا گونگا ڈرائیور انہیں ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے اس سے پہلے کبھی انہوں نے عورتیں دیکھی ہی نہ ہوں۔

صفدر الجھن میں پڑ گیا تھا..... کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے..... بات پوری طرح سمجھ میں آگئی تھی۔ گاہک کی حیثیت سے آیا تھا تو اسے بھی کسی نہ کسی کو منتخب کرنا ہی تھا۔

لیکن یہ عمران.....؟ اسے حیرت تھی.....اگر ایکس ٹو کی ہدایت پر اس نے تعاقب نہ کیا ہوتا تو یہی سمجھتا کہ حضرت بہر حال چھپے رستم نکلے۔ دفعتاً اس نے عمران کو کہتے سنا۔

"مم..... میری سمجھ میں نہیں آتا.....؟"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا.....!" اجنبی بولا۔

"اے سبھی تو ایک سے ایک ہیں.....!"

"بس تو پھر آنکھیں بند کر کے کسی ایک کا ہاتھ پکڑ لیجئے.....!" اجنبی نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے.....!" عمران خوش ہو کر بولا اور آنکھیں بند کر کے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس بوڑھی عورت کی طرف بڑھنے لگا۔ جو کچھ دیر پہلے آرام کرسی پر پڑی اونگھتی رہی تھی۔ عمران اس کی طرف بڑھتا رہا اور لڑکیاں قہقہے لگاتی رہیں..... عورت بھی کھسیانے انداز میں ہنس رہی تھی۔ اتنے میں صفدر نے محسوس کیا کہ گونگا ڈرائیور اس کے پاس ہی آکھڑا ہوا ہے.....اور پھر اس نے ایک مڑا تڑا سا کاغذ اس طرح صفدر کے ہاتھ میں تھما دیا کہ آس پاس والوں کو خبر تک نہ ہوئی..... صفدر نے اسے مٹھی میں دبائے ہوئے پتلون کی جیب میں ڈال لیا۔

ادھر عمران نے جھجھکتی ہوئی بڑھیا کا ہاتھ پکڑا اور ادھر قہقہوں کے شور سے چھت اڑتی ہوئی

سی معلوم ہونے لگی۔

صفدر سوچ رہا تھا شاید عمران نے اسے پہچان لیا ہے۔ ورنہ اس کا ساتھی اسے کاغذ کا کوئی ٹکڑا کیوں تھماتا.... یقیناً یہ کوئی پیغام ہے.... کوئی ہدایت ہے جس پر فوری طور پر عمل کرنا ہے۔

وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اجنبی بولا۔ "آپ کہاں چلے جناب....؟"

"میں پھر مادام سے گفتگو کروں گا....!" صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ.... اچھا....!" اس نے کہا تھا اور پھر عمران سے کچھ کہنے لگا تھا۔ صفدر نے زینے طے کئے اور نیچے پہنچ کر سگریٹ سلگانے کے بہانے لائٹر کی روشنی میں پرچے پر روشنی ڈالی لکھا تھا۔

"اپنی گاڑی وہاں سے ہٹا کر صحیح راستے کی نکاس پر روکے رکھو....! اور کالی گاڑی کے ڈسٹری بیوٹر کے پوائنٹس نکال لو....!"

صفدر نے طویل سانس لی اور پرچے کو توڑ مروڑ کر دوبارہ جیب میں ڈالتا ہوا اس طرف چل پڑا جہاں اس نے اپنی گاڑی کھڑی کی تھی۔

یہاں بدستور سناٹا طاری تھا.... سیاہ شیورلٹ بھی موجود تھی۔ اس نے سوچا اگر مقفل کر گیا ہوگا تو دشواری ہوگی۔ لیکن وہ مقفل نہیں تھی.... اس نے بہ آسانی بونٹ اٹھا کر ڈسٹری بیوٹر پر ہاتھ صاف کر دیا۔

پھر اپنی گاڑی اسٹارٹ کر کے اسے سڑک پر لے آیا اور اس طرف چل پڑا جہاں سے ریسٹ ہاؤز کے لئے نیم پختہ سڑک مڑتی تھی۔

اس پوری کارروائی میں پندرہ منٹ سے زیادہ وقت صرف نہیں ہوا تھا۔ سڑک کے بائیں موڑ کے قریب اس نے اپنی گاڑی سڑک کے نیچے اتار دی اور انجن بند کر دیا وہ سوچ رہا تھا پتہ نہیں کتنی دیر تک ٹھہرنا پڑے۔ اس نے سگریٹ سلگائی اور دائیں جانب والی کھڑکی کا شیشہ کسی قدر گرا کر سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔ گھڑی تین بجا رہی تھی۔

وہ سوچ رہا تھا ہو سکتا ہے ایکس ٹو نے عمران کو مطلع کر دیا ہو کہ وہ اس کا تعاقب کر رہا ہے.... ورنہ اس میک اپ میں عمران شاید اسے نہ پہچان سکتا۔

وہ اونگھتا اور بار بار گھڑی دیکھتا رہا۔

پھر ٹھیک ساڑھے چار بجے اس نے قدموں کی آہٹ سنی تھی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑے فاصلے پر اندھیرے میں دو دھندلے سائے نظر آئے۔ اس میں سے ایک کسی قدر جھک کر چل رہا تھا غالباً اس نے کوئی بھاری بوجھ اٹھا رکھا تھا۔ وہ قریب آگئے باہر سے عمران کی آواز آئی۔

"کیا سو گئے....؟"

جواب میں صفدر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔!

"پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولو....!" عمران بولا۔

اس کا ساتھی پشت پر ایک بہت بڑا گٹھر اٹھائے ہوئے تھا.... دروازہ کھلتے ہی وہ گٹھر سیٹ پر رکھ دیا گیا.... اور گونگا بھی سمٹ سمٹا کر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

عمران اگلی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا.... اس نے صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "واپس چلو.... اور مجھے ہوٹل سے ایک فرلانگ ادھر ہی اتار دینا.... سیدھے رانا پیلس جاؤ.... جوزف پھاٹک پر ملے گا.... تم نے حلیہ بگاڑ رکھا ہے اپنا.... گاڑی اسٹارٹ کر کے موڑ لو.... ٹھیک.... بہرحال تم بھی رانا پیلس ہی میں میرا انتظار کرو گے۔!"

"جوزف....!" صفدر انجن اسٹارٹ کرتا ہوا بڑبڑایا۔

"جوزف کی فکر نہ کرو.... ہمارے ڈرائیور صاحب کو دیکھ کر نہال ہو جاتے ہیں.... تمہیں ان کے ساتھ دیکھیں گے پھر قطعی ضروری نہیں ہوگا کہ تمہارے بارے میں کچھ دریافت فرمائیں۔ پھر صفدر نے عمران کو ہوٹل سے ایک یا ڈیڑھ فرلانگ ادھر ہی اتار دیا تھا۔

◆

عمران پیدل پہنچا تھا ہوٹل تک.... اپنی ٹوسیٹر کے قریب رک کر اس نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا ہی تھا کہ پیچھے سے کسی نے کوٹ کا کالر پکڑ کر جھٹکا دیا.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران گاڑی سے بہت دور کھڑا نظر آیا.... کیونکہ کوٹ تو اتر کر کالر پکڑنے والے کے ہاتھ ہی میں رہ گیا ہوگا۔

"گولی مار دوں گا.... ورنہ وہیں ٹھہرو.... جہاں ہو....!" عمران نے کسی کی غراہٹ سنی۔

"کوٹ تو واپس کر دو پیارے.... سس.... سردی لگ رہی ہے۔!"

"تم مجھے انتہائی سور آدمی معلوم ہوتے ہو....!"

”یا سور کہہ لو.... یا آدمی.... دونوں ایک ساتھ.... ناممکن.... کک.... کوٹ پیارے بھائی....!“

عمران نے آواز پہچان لی تھی.... یہ وہی ہو سکتا تھا جو اسے ہوٹل سے ریسٹ ہاؤز تک اپنی شیورلٹ میں لے گیا تھا۔

اس نے اس کا متحرک ہیولیٰ اپنی طرف بڑھتے دیکھا.... لیکن چپ چاپ وہیں کھڑا رہا.... چیونگم کا پیس اب اس کے دانتوں کے نیچے تھا.... اور وہ اسے آہستہ آہستہ کچل رہا تھا.... مخاطب بالکل ہی قریب آگیا اور عمران نے محسوس کیا کہ گولی مار دینے کی دھمکی یونہی نہیں تھی سچ مچ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

”کک.... کوٹ.... مسٹر.... میرے دانت بج رہے ہیں۔!“ عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا اور دوسرے ہی لمحے میں اجنبی اچھل کر دور جا پڑا.... اس کا ریوالور اب عمران کے بائیں ہاتھ میں تھا اور اب ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ اپنا داہنا ہاتھ بھی کچھ دیر تک سہلاتا کیونکہ اجنبی کا جبڑا کچھ ایسا ہی فولادی قسم کا ثابت ہوا تھا۔

”میرا کوٹ چپ چاپ میری طرف اچھال دو.... ورنہ میں بھی اس نامعقول کھلونے کے استعمال سے واقف ہوں۔!“

دوسرے ہی لمحے میں کوئی چیز اچھل کر اس کی طرف آئی اور اس نے اسے بائیں ہاتھ سے سنبھال لیا.... یہ اس کا کوٹ ہی تھا۔

عمران آہستہ آہستہ اجنبی کی طرف بڑھا.... اس دھینگا مشتی کے دوران میں وہ ہوٹل کے قریب سے ہٹ آئے تھے اور اب قطعی اندھیرے میں تھے۔

”کیوں دوست! آخر اس بوکھلاہٹ کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔!“ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے کہا۔ وہ اب بھی زمین ہی پر پڑا ہوا تھا۔

”وہ تیسرا آدمی یقیناً تمہارا ساتھی ہی تھا.... تم کچھ گھپلا کرنا چاہتے ہو۔!“ اجنبی غرایا۔

”کس تیسرے آدمی کی بات کر رہے ہو۔!“

”وہی جس نے میری گاڑی کے قریب اپنی گاڑی روکی تھی.... اور شاید وہی تھا جسے ہم نے ہال کے کاؤنٹر کے قریب دیکھا تھا۔!“

”مجھے تو کسی کا بھی ہوش نہیں....!“

”مادام نے بتایا کہ وہ ان کے لئے اجنبی تھا.... اس سے پہلے کبھی انہوں نے اسے ریسٹ ہاؤز میں نہیں دیکھا تھا۔!“

”تو پھر میں کیا کروں....!“

”تمہارا معاملہ طے کرا دینے کے بعد میں نے مادام سے اس کے بارے میں پوچھا تھا انہوں نے لاعلمی ظاہر کی.... پھر میں اس جگہ پہنچا جہاں گاڑی چھوڑی تھی۔ اس کی گاڑی موجود نہیں تھی.... میں نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کرنی چاہی لیکن نہ ہوئی.... جانتے ہو.... کسی نے ڈسٹری بیوٹر کے پوائنٹس ہی نکال لئے تھے.... اب بتاؤ میں کیا سمجھوں....!“

”جو تمہارا دل چاہے سمجھو.... مجھے خواہ مخواہ کیوں بور کر رہے ہو۔!“

”کیا تم وہاں سے یہاں تک پیدل آئے ہو....!“ اجنبی غرایا۔

”چلو یہی سمجھ لو.... میں نروس ہو کر بھاگ نکلا تھا.... میرا ساتھی ابھی وہیں ہوگا.... وہی کمبخت تو مجھے یہاں لایا تھا....!“

”تم جھوٹے ہو....!“

”چلو اس سے بھی کیا فرق پڑتا ہے.... مین تو جا رہا ہوں.... تم اس سے سب کچھ پوچھ لینا.... وہ حرام زادہ تو شاید صبح تک وہیں رہے۔!“

”تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکتے.... ورنہ بتاؤ چکر کیا ہے....؟“

”اچھی بات ہے.... اٹھو.... میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا.... میں کیوں خواہ مخواہ ان چکروں میں پڑوں....!“

”یعنی ہے.... کوئی چکر....!“

”بالکل ہے.... تم اٹھو تو بتاؤں....!“

اجنبی اٹھ کھڑا ہوا لیکن شاید اس نے اب بھی اپنا جبڑا دبا رکھا تھا۔

”ہوٹل میں چلو....!“ عمران نے کہا۔

”نہیں.... یہیں بتاؤ.... میرا حلیہ اس قابل نہیں ہے کہ فوری طور پر روشنی میں جا سکوں۔!“

”اچھی بات ہے تو سنو....! میرا ساتھی تمہارے یہاں کی ایک لڑکی کو ریسٹ ہاؤز سے نکال

لے جانا چاہتا ہے۔!“

”کس کو....؟“

”وہی جس کا اس نے انتخاب کیا تھا....!“

”کیا وہ بھی اسے جانتی ہے....!“

”یہ سب کچھ میں نہیں جانتا.... آج ہی شام کو تو ہم دونوں دوست بنے تھے۔!“

”اوہ.... تو آج سے پہلے تم اسے نہیں جانتے تھے۔!“

”قطعی نہیں....!“

”وہ تمہارے ساتھ واپس نہیں آیا....!“

”نہیں میاں.... وہ تو میں ڈر کے مارے بھاگ آیا.... میں نے سوچا کہیں کوئی بڑا گھپلا نہ ہو جائے کہ خواہ مخواہ بندھے بندھے پھریں۔!“

”تم سچ کہہ رہے ہو....!“

”بالکل....!“

”اچھا تو پھر.... مجھے اپنی گاڑی میں واپس لے چلو....!“

”کیوں....؟ تم پیدل آئے تھے کیا....؟“

”نہیں.... ایک ٹرک ڈرائیور سے لفٹ لی تھی.... ہوں.... لاؤ.... میرا ریوالور واپس کردو.... ویسے تم ہو بہت پھرتیلے....!“

”ارے.... میں کیا....!“ عمران نے خاکسارانہ انداز میں کہتے ہوئے ریوالور کو نال سے پکڑ کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

پھر اس کا ہاتھ اسے تھامنے کے لئے بڑھا ہی تھا کہ ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا اور وہ آواز نکالے بغیر ہی چکرا کر ڈھیر ہو گیا۔

عمران دوسرے ہی لمحے میں ریوالور کو اپنے رومال سے صاف کر رہا تھا۔ وہ اس پر اپنی انگلیوں کے نشانات کیونکر چھوڑتا.... ریوالور اسی کے قریب ڈال کر چل پڑا.... ٹو سیٹر اسٹارٹ کی اور خاصی تیز رفتاری کے ساتھ شہر کی جانب روانہ ہو گیا۔

سڑکیں سنسان تھیں اس لئے مسافت جلد ہی طے ہو گئی تھی۔ رانا پیلس کے پھاٹک پر

جوزف موجود تھا.... عمران کو دیکھ کر اس نے دانت نکال دیئے۔

”سب ٹھیک ہے....!“ عمران نے گاڑی سے سر نکال کر پوچھا۔

”سب ٹھیک ہے.... باس!“ اپنے گونگے کے ساتھ ایک اجنبی اور ایک بیہوش لڑکی بھی۔!“

”ہاں.... ہاں....!“ عمران گاڑی آگے بڑھاتا چلا گیا۔

صفدر سے نشست کے کمرے میں ملاقات ہوئی۔

”لڑکی ابھی تک ہوش میں نہیں آئی....!“ صفدر بولا۔

”کہیں اس گونگے نے ٹینٹوانہ دبا دیا ہو.... سانس چل رہی ہے یا نہیں....!“

”سانس بے قاعدہ نہیں.... نبض بھی معمول کے مطابق ہے....!“

”بس تو پھر کیا چاہئے.... کیا تم اسے پسند کرو گے کہ وہ ہوش میں آکر تمہارا دماغ چاٹنا شروع کردے کم از کم مجھے تو بیہوش خواتین اچھی لگتیں ہیں۔!“

”تو یہ اغواء بالجبر کا کیس ہے۔!“

”بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔ بہت پاپڑ بیلنے پڑے ہیں اس کے لئے بھیک تک مانگتا پھرا ہوں۔!“

”لیکن.... بھیک.... بھیک تو آپ اپنی کھٹارا کے لئے.... میں نے یہی سنا تھا....!“

”آؤ.... دیکھیں!“ عمران اسکا شانہ تھپک کر بولا۔ ”ہوش میں آنے کے بعد کیسی لگتی ہے۔!“

”کس ملک سے تعلق رکھتی ہے....!“

”ساری لڑکیاں صرف ملک دل اور شہر آرزو سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسے ہمیشہ یاد رکھو....!“

”اوہو.... بڑے رومینٹک ہو رہے ہیں آج کل....!“

”عشاق کے لئے نصاب ترتیب دیتا ہوں.... خود کسی قابل نہیں....!“

”آپ نے مجھے میک اپ میں کیسے پہچان لیا تھا۔!“

”دل کو معدے سے راہ ہوتی ہے.... ویسے تمہارے ٹمبکٹو صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ میری حفاظت کے لئے ازراہِ کرم تمہیں روانہ فرما رہے ہیں۔!“

”آخر چکر کیا ہے....؟“

”چکر بھی وہی حضرت جانیں.... یہاں تو مطلب کمیشن سے ہے....!“

”اس لڑکی کی تلاش کیوں تھی۔!“

"یار کان نہ کھاؤ.... ہمت ہے تو اس سے پوچھ لینا....!"

"کیا اس تلاش کا کام ہم لوگ نپٹا سکتے تھے۔؟"

"یہ سوال تو خود اپنی صلاحیتوں سے کرو.... میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں۔!" صفدر بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

دفعتاً عمران چونک کر بولا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ اب یہاں تمہاری موجودگی ضروری نہیں۔!"

"میں ایکس ٹو سے پوچھے لیتا ہوں۔!"

"جی نہیں آپ تشریف لے جاسکتے ہیں....!"

"اچھی بات ہے....!" صفدر ہنس پڑا۔

وہ سمجھا تھا شاید عمران نے مزاحاً یہ بات کہی تھی۔ لیکن عمران کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ پا کر وہ چپ چاپ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ٹھہرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اس بار تم تنہا واپس نہ جاسکو گے۔!"

"کیا مطلب....!"

"جوزف اب بھی وہیں موجود ہے۔!"

"تو پھر....!"

"جب تک ہم میں سے کوئی ساتھ نہ ہو.... وہ تمہیں باہر نہیں جانے دے گا۔!"

صفدر کچھ نہ بولا.... عمران اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ پھر صفدر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی پھاٹک کی طرف آہستہ آہستہ رینگتی رہی کیونکہ عمران کھڑکی پر ہاتھ رکھے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اس نے جوزف کو پھاٹک کھولنے کا اشارہ کیا۔

"بس اب جاؤ....!" عمران نے صفدر کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔

صفدر نے ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا اور گاڑی پھاٹک سے گزر گئی.... عمران وہیں کھڑا رہا.... جوزف پھاٹک بند کر کے اس کی طرف مڑا۔

"تم اب جا کر سو جاؤ....!" عمران نے اس سے کہا۔

"کیا فائدہ باس....!" جوزف نے جماہی روکتے ہوئے کہا۔ "صبح ہو رہی ہے۔!"

"تمہارا کوٹا تو کم نہیں ہوا....!"

"آدھی بوتل رہ گئی ہے باس.... پھر بھی کیا غم ہے....؟"

"سچ مچ بھیک منگواؤ گے تم لوگ مجھ سے کسی دن....!"

جوزف کو وہیں چھوڑ کر وہ پھر عمارت کی طرف واپس آیا تھا۔

گونگا برآمدے میں ٹہلتا ہوا ملا لیکن عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اب وہ جس کمرے میں داخل ہوا تھا اس میں گہرے نیلے رنگ کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی.... اس نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھا کر تیز روشنی والا بلب روشن کر دیا۔

سامنے مسہری پر ایک سفید فام غیر ملکی لڑکی آنکھیں بند کئے پڑی تھی.... عمران چند لمحے کھڑا اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتا رہا پھر ایک الماری کھول کر اس میں سے چند شیشیاں نکالیں اور ان کے لیبل پڑھتا رہا۔

دو شیشیوں سے ایک ڈراپر میں تھوڑا تھوڑا سیال لیا بیہوش لڑکی کا منہ کھول کر چند قطرے ٹپکائے اور کلائی کی گھڑی پر نظر جما دی۔

ویسے اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے.... پھر اس نے جھک کر اس کی نبض دیکھی اور گھڑی پر نظر جمائے رہا۔

دو منٹ بعد لڑکی کے جسم میں جنبش ہوئی عمران اس کا ہاتھ چھوڑ کر چند قدم پیچھے ہٹ آیا لڑکی کی آنکھوں کے پپوٹے کانپ رہے تھے۔ پلکیں تھوڑی سی کھلتیں.... اور پھر بند ہو جاتیں آخر اس نے کراہ کر عمران ہی کی جانب کروٹ لی اور آنکھیں پوری طرح کھول دیں.... پہلے تو پلکیں جھپکائے بغیر اسے گھورتی رہی پھر جلدی سے اٹھ کر بیٹھنے کا غالباً ارادہ ہی کیا تھا کہ عمران ہاتھ اٹھا کر نرم لہجے میں بولا۔

"لیٹی رہو....!"

اس نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن پھر ہونٹ سختی سے بھینچ لئے تھے۔! ویسے وہ اب بھی عمران ہی کو گھورے جا رہی تھی۔

کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تو شاید تمہارے ساتھی کے پاس تھی۔!"

جملہ انگریزی میں کہا گیا تھا۔

"کچھ دیر مزید خاموشی تمہاری صحت کے لئے مفید ہوگی۔!" عمران بولا۔

"کیا مطلب!" وہ چونک پڑی اور پھر چاروں طرف نظر دوڑانے کے بعد اچھل کر اٹھ بیٹھی۔

"میں کہاں ہوں....؟"

"یہیں ہو....!"

"میں اس کمرے میں تو نہیں تھی۔!"

"اب اسی کمرے میں ہو.... فکر نہ کرو....!"

"میں یہاں کیسے آئی....!" اس نے کہا اور اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ شاید حافظے پر زور دے رہی تھی۔

"اوہ.... میرے خدا....!" وہ مسہری سے کود گئی۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس کے شانے پکڑ لئے اور دوبارہ مسہری پر بٹھاتا ہوا بولا۔ "کود پھاند بھی صحت کے لئے مضر ہے۔!"

"وہ کہاں ہے.... وہ وحشی....!" لڑکی ہذیانی انداز میں بولی۔ "میں اس سے پوچھ رہی تھی کہ آخر وہ کچھ بولتا کیوں نہیں.... اور اس نے میرا گلا گھونٹ دیا تھا.... کہاں ہے وہ.... میں کہاں ہوں.... ہٹ جاؤ سامنے سے۔!"

"خاموش بیٹھی رہو....!" عمران غرایا۔

لہجہ کچھ ایسا ہی بھیانک تھا کہ وہ خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔!

پھر کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "تم کون ہو.... اور کیا چاہتے ہو۔!"

"انسانیت کا خادم ہوں.... اور آدمیوں کو آدمیت کی سطح سے نہ گرنے دینے کا ٹھیکیدار۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"تمہیں اس گھناؤنے پیشے میں نہیں دیکھنا چاہتا۔!"

"تم....!" وہ جھنجھلا گئی۔ "مجھے بتاؤ.... میں کہاں ہوں۔ ریسٹ ہاؤز میں تو اس طرح کا کوئی کمرہ نہیں تھا۔!"

"تم ریسٹ ہاؤز سے کوسوں دور ہو....!"

"اوہ.... سمجھی.... تم لوگ مجھے اٹھا لائے ہو.... تمہارے ساتھی نے میرا گلا گھونٹا تھا.... میں غالباً بیہوش ہو گئی تھی۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔!

"مجھے جانے دو....!" وہ کچھ دیر بعد غصیلی آواز میں بولی اور پھر مسہری سے اٹھ گئی۔

"یہاں سے تم کسی دوسرے کمرے میں جا سکو گی.... اور بس....!"

"مجھے کیوں لائے ہو....!"

"تمہاری زندگی سدھار دوں گا۔!"

"ارے تم ہو کیا بلا....!"

"یہ بھی تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا.... مناسب یہی ہو گا کہ آرام کرو میری مرضی کے بغیر تم اس عمارت سے باہر نہ نکل سکو گی۔!"

عمران نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔!

رانا پیلس کی چار دیواری قد آدم سے بھی کچھ اونچی ہی تھی۔ باہر سڑک پر چلتے ہوئے اندر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ سلاخوں اور پھاٹک پر لوہے کی چادریں چڑھی ہوئی تھیں۔

اس بار جوزف برآمدے میں ملا۔

"میری گاڑی کی نمبر پلیٹ بدل دو....!" عمران نے اس سے کہا۔

"اچھا.... باس....!" جوزف نے فوجی انداز میں ایڑیاں بجائیں۔

دفعتاً اندر سے آواز آئی۔ "میں چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لوں گی۔!"

"اس کا لہجہ بہت خراب ہے باس....!" جوزف بولا۔

"اسکاٹش ہے.... تم پرواہ نہ کرو....!"

جوزف برآمدے سے نیچے اتر گیا۔

عمران پھر اندر آیا.... اس بار وہ لڑکی اسے نشست کے کمرے میں ملی۔!

"یقین کرو.... میں کسی سے بھی نہیں ڈرتی....!" وہ اسے دیکھ کر چنگھاڑی۔

"مجھے یقین ہے.... تم خواہ مخواہ اپنا سریلا حلق نہ برباد کرو....!"

"کیوں لائے ہو مجھے یہاں....!"

"صرف ایک چھوٹی سی کہانی سناؤں گا....!"

"کیوں میرا دماغ خراب کر رہے ہو....؟"

”دماغ تو میرا خراب ہوا تھا کہ تم جیسی چڑچڑی لڑکی کو....!“

”خاموش رہو....!“ اس نے چیخ کر کہا اور آنکھیں بند کر کے اپنی کنپٹیاں دبانے لگی۔

عمران چیونگم کا دوسرا پیکٹ پھاڑ رہا تھا۔

* * *

”یقین کیجئے ڈیڈی....!“ ثریا رحمان صاحب سے کہہ رہی تھی۔ ”وہ اب معمول کے مطابق ہی زندگی بسر کریں گے۔!“

”میں فضول باتیں پسند نہیں کرتا....!“ رحمان صاحب خشک لہجے میں بولے۔!

”وہ سب کچھ تو اس نامعقول گاڑی نے کرایا تھا....!“

”کیا تم مجھے بچہ سمجھتی ہو....!“ رحمان صاحب آنکھیں نکال کر بولے۔

”یقین کیجئے ڈیڈی.... وہ گاڑی انہوں نے فروخت کر دی.... اچھا اب اپنے آدمیوں سے معلوم کیجئے۔! پچھلے ہفتے کے دوران میں کہیں انہیں اس حال میں نظر آئے تھے یا نہیں۔!“

”جاؤ.... میرا دماغ نہ چاٹو....!“

”ڈیڈی میں کس طرح یقین دلاؤں کہ ان کی مالی حالت اب پہلے سے بہتر ہے.... بہت مہنگی بیچی ہے انہوں نے.... مجھے تو حیرت ہوتی ہے ساڑھے نو ہزار اس کھٹارے کے۔!“

”ساڑھے نو ہزار....!“

”ہاں ڈیڈی.... کوئی سر بہرام بارود والا ہے.... اس نے خریدی ہے۔!“

”بہرام بارود والا....!“

ثریا نے رحمان صاحب کے لہجے میں کوئی خاص بات محسوس کی تھی۔ لیکن فوری طور پر اسے سمجھ نہ سکی۔

”تم خاموش کیوں ہو گئیں.... اور کیا جانتی ہو اس کے متعلق....!“

”وہ سوئیس لڑکی....! جولیانا فٹنر واٹر ہے نا.... اس نے مجھے بتایا تھا ایک دن یہ حضرات مارسٹن روڈ پر اس گاڑی کو دھکے سے اسٹارٹ کرانے کی کوشش کر رہے تھے اتفاق سے سر بہرام بھی انہیں لوگوں میں آشامل ہوا.... جو گاڑی کو دھکیل رہے تھے۔ اس طرح دونوں ایک دوسرے سے متعارف ہوئے اور گاڑی کا سودا ہو گیا۔!“

”ساڑھے نو ہزار میں....!“ رحمان صاحب نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا....!

”جی ہاں.... سوئیس لڑکی نے مجھے یہی بتایا تھا....!“

رحمان صاحب مضطربانہ انداز میں اٹھ کر ٹہلنے لگے کچھ دیر بعد رک کر ثریا کی طرف مڑے۔

”سر بہرام کو میں جانتا ہوں۔! بہت شریف آدمی ہے.... پتہ نہیں اس کم بخت نے اس بچارے کے ساتھ کیا فراڈ کیا ہو....!“

”ارے فراڈ کیا کرتے.... وہ سر بہرام بچہ تو ہو گا نہیں کہ گاڑی کی کنڈیشن نہ دیکھ سکا ہو گا۔!“

”سر بہرام کو پرانی گاڑیاں جمع کرنے کا شوق ہے.... اس نے اس کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہو گا....!“

”جب اسے شوق ہی ہے پرانی گاڑیوں کا تو پھر دھوکے دہی کا سوال کب پیدا ہوتا ہے....!“

”خیر.... خیر.... جاؤ.... مجھے کچھ ضروری کام انجام دینے ہیں۔!“

”ڈیڈی.... میں آپ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اب تو آپ انہیں شہر میں رہنے دیں گے۔!“

”فضول باتیں نہ کرو.... جاؤ....!“

ثریا بُرا سامنہ بنائے لائبریری سے چلی گئی تھی۔

رحمان صاحب ٹیلی فون والی میز کے قریب کھڑے کچھ سوچ رہے تھے۔ آنکھوں سے گہری تشویش ہویدا تھی۔!

آخر انہوں نے کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولے۔

”ہیلو.... رحمان اسپیکنگ.... معلوم کرو کہ لیڈی بہرام اس وقت کہاں ہے.... بیس منٹ کے اندر اندر مجھے مطلع کرو.... اچھا....!“

سلسلہ منقطع کر کے وہ پھر ٹہلنے لگے۔ ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ پھر فون کی گھنٹی بجی۔

”رحمان....!“ انہوں نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔!

”ہولڈ آن کیجئے.... جناب.... سر سلطان گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔!“ دوسری طرف سے کہا گیا اور رحمان صاحب بُرا سامنہ بنا کر رہ گئے۔

ذرا ہی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہلو رحمان.... اولڈ بوائے۔!"

"ہلو....!"

"غالباً تم سمجھ ہی گئے ہو گے کہ ناوقت کیوں تکلیف دی ہے۔!" دوسری طرف کہا گیا۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"تمہارا محکمہ عمران کے معاملات میں دخل نہ دے تو بہتر ہے....!"

"سلطان یہ میرا نجی معاملہ ہے.... کیا تم پسند کرو گے کہ تمہاری اولاد شہر میں بھیک مانگ پھرے.... میں اب اسے یہاں نہیں رہنے دوں گا۔!"

"وہ میرے محکمے کے ایک شعبے کیلئے کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"تم لوگ بھی اس کی تباہی کا باعث بنے ہو....!" رحمان صاحب غرائے۔

"بچوں کی سی باتیں نہ کرو.... فی الحال وہ ایک ذمہ دار آدمی ہے۔!"

رحمان صاحب نے مزید کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

فوراً ہی پھر گھنٹی بج اٹھی.... اور رحمان صاحب کچھ ایسے انداز میں فون کی طرف پلٹے جیسے اسے اٹھا کر پٹخ ہی دیں گے۔

لیکن انہوں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگالیا۔

"ہلو.... رحمان....!"

"لیڈی بہرام اس وقت ٹپ ٹاپ کے ڈائننگ ہال میں اپنے احباب کے ساتھ موجود ہے جناب۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ٹھیک ہے.... شکریہ....!" رحمان صاحب نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کے بعد ایک بار پھر وہ کسی کے نمبر ڈائیل کرتے ہوئے نظر آئے۔

"فیاض....!" انہوں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "میں رحمان بول رہا ہوں.... اس بدبخت اس کے حال پر چھوڑ دو.... لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ اس نے کسی طرح سر بہرام تک رسا حاصل کرلی ہے۔!"

"یہ تو اچھا نہیں ہوا جناب....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میرا خیال ہے کہ اپنے محکمے کے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے کوئی قدم اٹھاؤ۔ محکمۂ خارجہ نے

اس کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔!"

"لیکن محکمۂ خارجہ کا اس معاملے سے کیا تعلق....؟"

"دیکھا جائے گا.... تم فی الحال اس کا خیال رکھو کہ اس مردود سے ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔!"

"کافی دشواریاں پیش آئیں گی جناب.... میں نے ان حضرت کو شہر ہی سے ہٹا دینے کے لئے سارے انتظامات مکمل کر لئے تھے۔!"

"فی الحال یہ ناممکن ہے.... محکمۂ خارجہ سے وارننگ مل چکی ہے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"رحمان صاحب نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

* * *

رانا پیلس میں عمران جوزف اور گونگے کے علاوہ صفدر بھی موجود تھا۔ لیکن اب وہ میک اپ میں نہیں تھا۔ لیکن حیرت زدہ ضرور تھا کیونکہ عمران نے تذکرہ ہی ایسا چھیڑ رکھا تھا۔

"ہاں.... تو تم.... اس پر یہ ظاہر کرو گے.... وہ تمہارے ہی لئے اٹھا کر لائی گئی ہے.... تم اس کے ایک ایسے چاہنے والے ہو کہ ہمیشہ اسے دور ہی سے دیکھتے رہے ہو.... اور یہاں کے ایک نواب زادے ہو.... کیا سمجھے۔!"

"کیا میں صورت سے کوئی نواب زادہ لگتا ہوں....؟" صفدر نے پوچھا۔

"لگنے کو تو بہت کچھ لگتے ہو.... لیکن فی الحال تمہارا نواب زادہ ہی ہونا کافی ہے اور یہ عمارت یعنی رانا پیلس تمہاری ہی ملکیت ہے.... ہم سب تو نوکر چاکر ہیں۔!"

"آخر معاملہ کیا ہے....!"

"جو کچھ کہا جا رہا ہے.... کان دبا کر کرو.... ورنہ تم مجھے تو جانتے ہی ہو....!" عمران اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"پیرومرشد....!" صفدر ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "غلام حاضر ہے۔!"

"ٹھیک.... تو.... سنو.... تم نے اسے پچھلے سال ایمسٹرڈم کے ہوٹل پائیلو میں دیکھا تھا اور ہزار جان سے عاشق ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سے تم اس کا تعاقب کرتے رہے ہو۔ کیا سمجھے...!"

”سمجھ گیا پیر و مرشد....!“

”سنجیدگی اختیار کرو....!“

”کدھر سجدہ کروں کہ آج ایسے دربار سے سنجیدگی عطا ہو رہی ہے ارے واہ.... ہو جائے قوالی....!“

”بس جاؤ.... وہ بیڈ روم نمبر سات میں موجود ہے۔!“

بیڈ روم نمبر سات کا مطلب تھا ایک ایسی آسائش گاہ جس سے برآمد ہونے کو کبھی دل ہی نہ چاہے۔ وہاں کیا نہیں تھا۔

نام تھا بیڈ روم لیکن حقیقتاً یہ ساری ضروریات پوری کرتا تھا۔ تین کمروں کا سوٹ تھا۔

صفدر نے لڑکی کو دیکھا اور محسوس کیا جیسے پہلی بار دیکھا ہو.... حالانکہ بیہوشی کی حالت میں بھی کافی دیر تک اسے دیکھ چکا تھا۔

وہ صفدر کو دیکھ کر ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھ گئی۔ صفدر دروازے کے قریب ہی رک گیا تھا۔

”تم کون ہو....!“ لڑکی نے جارحانہ انداز میں پوچھا۔

”میرے بارے میں کچھ معلوم کر کے خوشی نہ ہوگی۔ ہو سکتا ہے میں تمہارے لئے اجنبی ہوں لیکن تم میرے لئے اجنبی نہیں ہو۔!“

”کیا مطلب....؟“

”میں نے تمہیں پچھلے سال ایمسٹرڈم کے ہوٹل پائیلو میں دیکھا تھا.... اس کے بعد سے اب تک تمہارا تعاقب ہی کرتا رہا ہوں.... لیکن تمہارا طرز زندگی مجھے کسی طرح بھی پسند نہ آیا.... لہٰذا نتیجے کے طور پر تم خود کو یہاں دیکھ رہی ہو۔!“

”یہ تمہارا مکان ہے....!“

”ہاں.... اسے اپنا ہی سمجھو....!“

لڑکی کسی سوچ میں پڑ گئی.... پھر بولی۔ ”تم کیوں میرا تعاقب کرتے رہے تھے۔!“

”دیوانہ پن سمجھ لو....!“

”تم نے ایک بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے.... اگر میرے ملک کے سفارت خانے کو تمہاری اس حرکت کی اطلاع ہو جائے تو تم کہاں ہو گے۔!“

”محبت کرنے والے کسی قسم کی بھی سزا سے نہیں ڈرتے۔!“

”اوہ....!“ اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نظر آئی۔ لیکن پھر پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں اور پھر بھنویں اس طرح سکڑ گئیں جیسے ناپسندیدہ ترین صورت حال سے سابقہ ہو۔

صفدر نے اپنے چہرے پر امید و بیم کے تاثرات پیدا کرنے کی کوشش کی اور غالباً اس میں کامیاب بھی رہا تھا۔

”مجھے رحم آتا ہے تم لوگوں پر....!“ لڑکی کچھ دیر بعد ناخوشگوار لہجے میں بولی۔

”آنا ہی چاہئے.... میں نے تمہارے لئے بہت دکھ جھیلے ہیں۔!“

”مجھے تمہارے دکھوں سے دلچسپی نہیں.... لیکن تمہارے بھلے ہی کو اتنا ضرور کہوں گی کہ تم نے اچھا نہیں کیا.... تمہاری زندگیاں کچے دھاگے سے بندھی ہوئی ہیں۔!“

”میں نہیں سمجھا....!“

”نہیں سمجھنے کی کوشش بھی کرو تو یہ ناممکن ہے۔!“

”کیا میں نے ایسا کر کے کچھ اور لوگوں کی دشمنی بھی مول لی ہے۔!“

”یقیناً.... پتہ نہیں کب.... تم سب مار ڈالے جاؤ گے.... لہٰذا میرا نیک مشورہ یہ ہے کہ آج رات کو نہایت خاموشی سے مجھے ریسٹ ہاؤز تک پہنچا دو....!“

”اپنی جان پر کھیل کر میرے آدمی وہاں سے لائے تھے۔!“

”کچھ بھی ہو.... اب ان کی زندگیاں خطرے میں ہوں گی یقین کرو....!“

”آخر کیوں... کس طرح... میں نے.... میرا خیال ہے کہ تمہیں ہمیشہ تنہا ہی دیکھا ہے۔!“

لڑکی نے طویل سانس لی.... صفدر نے محسوس کیا جیسے اس کے جملے نے کسی معاملے میں اسے مطمئن کر دیا ہو.... چہرے پر کچھ دیر پہلے نظر آنے والا غبار چھٹ گیا تھا۔

”میں سمجھا....!“ صفدر سر ہلا کر بولا۔

”کیا سمجھے....!“

”تم ایسے گروہ کے چکر میں پڑ گئی ہو جو لڑکیوں سے پیشہ کراتا ہے۔!“

وہ کچھ نہ بولی.... صفدر کہتا رہا۔ ”لیکن تمہیں قطعی خائف نہ ہونا چاہئے۔ کم از کم اپنے ملک میں اس کا صفایا کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔!“

"تم آخر ہو کون....؟"

"ایک سیلانی آدمی.... اگر پچھلے سال تمہیں نہ دیکھا ہوتا تو اس سال میرا قطب شمال کا پروگرام ہوتا۔!"

"میں بھی تو تمہاری ہی طرح ایک سیاح ہوں....!" لڑکی بولی۔

"لیکن یہ پیشہ....!"

"میری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں.... سیاحت کے لئے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے میں کروڑ پتی تو ہوں نہیں اگر کچھ احمق لوگ اپنی تھوڑی دیر کی خوشی کے لئے میری ضروریات پوری کر جاتے ہیں تو میرا کیا بگڑتا ہے۔!"

"میرے خدا.... تم کیسی باتیں کر رہی ہو....!"

"میں بیسویں صدی میں پیدا ہوئی ہوں.... ہر دور کی اخلاقیات....!"

"بس.... بس....!" صفدر ہاتھ اٹھا کر یاس انگیز لہجے میں بولا۔ "اب آگے کچھ نہ کہو.... ہم مشرقیوں کا معیار اس سے مختلف ہے۔!"

"پش....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

"دیکھو.... میں بھی ایک سیاح ہوں....!" صفدر کچھ دیر بعد بولا۔ "اور بہت زیادہ دولت مند بھی.... میرا خیال ہے کہ یہ دولت ہم دونوں کی سیاحی کے لئے کافی ہوگی.... خواہ ہم سارا زندگی سفر ہی میں کیوں نہ ہوں۔!"

"اتنی بڑی پیش کش....!" وہ مسکرائی۔ "کیا میں تمہیں ایسی ہی لگتی ہوں۔!"

"الفاظ میں یقین دلانا.... میرے بس سے باہر ہے۔!"

"دفعتاً باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔!"

"کون ہے.... آجاؤ....!" صفدر اونچی آواز میں بولا،

دروازہ کھول کر جوزف اندر داخل ہوا.... اور ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کرنے کے بعد بولا۔

"یور ہائی نس.... سیکریٹری کچھ کہنا چاہتا ہے۔!"

"اس سے کہو.... اسٹڈی میں انتظار کرے....!" صفدر غرایا۔

جوزف ایڑیوں پر گھوم کر باہر نکل گیا۔

لڑکی متحیرانہ انداز میں صفدر کو دیکھ رہی تھی۔

"میں بہت کم یہاں رہتا ہوں۔ اس لئے انہیں مجھ سے گفتگو کرنے کا موقع بہت کم ملتا ہے۔!"

لڑکی کچھ نہ بولی۔ صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔ "اچھی بات ہے.... اب ہم لنچ پر ملیں گے۔!"

وہ وہاں سے اسٹڈی میں آیا تھا.... عمران ٹہلتا ہوا ملا.... صفدر پر نظر پڑتے ہی مضحکانہ انداز مسکرایا تھا۔

"کیوں.... کیا قصور ہوا مجھ سے۔!" صفدر بولا۔

"فکر نہ کرو.... سب ٹھیک ہے.... ذہین آدمی ہو.... تھوڑے کہے کو بہت جانتے ہو.... نے اپنا پارٹ بخوبی ادا کیا ہے.... یہی توقع تھی تم سے۔!"

"آخر ہے کیا چکر....!"

"کچھ بھی ہو۔ اس وقت تم نے ایک ماہر قسم کے عاشق کا رول ادا کیا ہے.... کما کھاؤ گے۔!"

"کیا اب آپ میرا مضحکہ اڑائیں گے۔!"

"عزیز القدر.... اگر صاحب اختیار ہوتا تو تمغہ عطا کرتا۔ کسی بہت بڑے خطاب سے نوازتا .... چیونگم....!"

صفدر نے چیونگم کا پیس اس کی ہتھیلی سے اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔

"بیٹھ جاؤ.... کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔!" عمران نے اس سے کہا۔

صفدر چیونگم کو آہستہ آہستہ کچلتا ہوا ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔

"ٹھیک ہے....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"صفدر کو اس کا انداز کچھ عجیب سا لگا تھا۔ ساتھ ہی اس نے محسوس کیا جیسے اس کا سر چکرا رہا ۔ بوکھلا کر اس نے چیونگم تھوک دی۔ اٹھنا چاہا.... لیکن ممکن نہ ہوا.... ہاتھ پیروں میں سکت نہیں رہی۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔

◆

کیپٹن فیاض ان سے زیادہ دور نہیں تھا.... اسے یقین تھا کہ عمران اسے پہچان نہیں سکے گا ونکہ اس نے عربوں کی سی وضع بنا رکھی تھی۔ چہرے پر اتنی گھنی مونچھیں لگائی تھیں کہ دہانہ

قریب قریب غائب ہی ہو کر رہ گیا تھا۔

اینگلو ملائن کلب کی ایک خوشگوار شام تھی۔

کیپٹن فیاض کے آدمی کئی گھنٹے سے ان دونوں کا تعاقب کر رہے تھے اور بالآخر انہوں نے ا اطلاع دی تھی کہ اب وہ دونوں اینگلو ملائن کلب میں جا بیٹھے ہیں اور انداز سے معلوم ہوتا ہے ک کچھ وقت وہاں ضرور گزاریں گے۔

فیاض نے جلد جلد میک اپ کیا تھا اور کلب کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ اپنے آدمیوں کو پہلے ہ ہدایت دے دی تھی کہ ان کے قریب کی کوئی میز ہر حال میں خالی ملنی چاہئے۔... لہٰذا اس کا خیال رکھا گیا تھا اور اب فیاض ان سے اتنا قریب تھا کہ ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ سن سکتا۔

عمران بڑے اچھے موڈ میں نظر آیا.... چہک رہا تھا.... ہر چند کہ انداز احمقانہ ہی تھا۔ لیکن زندگی سے بھرپور.... سر بہرام بات بات پر ہنس پڑتا۔

"تم بڑے اچھے ساتھی ہو....!" وہ عمران سے کہہ رہا تھا۔ "میری زندگی زیادہ تر بوریت ک شکار رہتی تھی اور اب میں پورا دن تمہارے انتظار ہی میں گزار سکتا ہوں۔!"

"واقعی....!" عمران بے حد خوش ہو کر بولا۔

"یقین کرو....!"

"کیا آپ کے اور دوست نہیں ہیں۔!"

"کبھی ہوا کرتے تھے.... اب نہیں ہیں.... سب سے طبیعت بیزار ہو گئی ہے۔!"

"ہو سکتا ہے انہوں نے آپ کو دھوکے دیئے ہوں۔!"

"اونہہ ختم کرو.... ہاں تو تم مچھلیوں کے شکار کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔!"

"بس چلیں گے کسی دن....!"

"نہیں کل چلو....!"

"کل تو.... میرا مطلب ہے.... کل میں بہت بزی رہوں گا....!"

"ختم کرو سب کچھ.... تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے.... مچھلیوں کے شکار کے لئے۔"

"اچھی بات ہے....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"کیوں.... تم اتنے مضمحل کیوں ہو گئے یک بیک....!"

"کچھ نہیں.... یونہی کوئی خاص بات نہیں....!"

"نہیں.... بتاؤ مجھے.... میں دیکھوں گا.... کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

"ہٹائیے.... آپ بھی کہاں کی باتیں لے بیٹھے.... میں کل چلوں گا آپ کے ساتھ....!"

"میں کہتا ہوں.... مجھے بتاؤ....!" سر بہرام میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

"میں بتادوں گا.... لیکن یہاں نہیں....!" عمران نے کہا۔

"یہاں کیوں نہیں....!"

"اب آپ تو خواہ مخواہ بحث کرنے لگتے ہیں....!"

"ہائیں.... کیا کہا تم نے....!"

"آپ سمجھئے بھی تو.... وہ دیکھئے.... وہ جو عرب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔!"

"ہاں.... وہ کوئی عرب ہی ہے.... تو پھر....!"

"انہیں دیکھ کر مجھے شرم آرہی ہے۔!"

"کیا بات ہوئی....؟"

عمران نے فوراً ہی کچھ نہ کہا۔ فیاض کباب ہو رہا تھا۔ بے اختیار جی چاہا کہ جو کچھ سامنے پڑے عمران پر پھینک مارے۔ بڑی مضحکہ خیز پوزیشن ہو گئی تھی۔ اس کی دانست میں وہ پہچان لیا گیا تھا۔

"میں نے پوچھا تھا کہ کسی عرب کی موجودگی پر تمہیں شرم کیوں آتی ہے۔!" سر بہرام عمران سے کہہ رہا تھا۔ "بعض اوقات تمہاری باتیں بالکل سمجھ میں نہیں آتیں۔!"

"پتہ نہیں کیوں شرم آتی ہے.... بچپن ہی سے اس کمزوری میں مبتلا ہوں.... عربوں کو دیکھ کر جھینپتا ہوں۔!"

"ہو گا کوئی کمپلکس.... اب ختم کرو اس بات کو.... ہاں تو ہم جا رہے ہیں مچھلیوں کے شکار کو۔!"

"بالکل.... بالکل....!"

وہ پھر خاموش ہو گئے.... فیاض غصے کے مارے پاگل ہو رہا تھا۔ ویٹر کو پہلے ہی کافی کا آرڈر دے چکا تھا.... اس لئے وہ تو زہر مار کرنی ہی پڑی اس کے بعد پھر اس سے وہاں نہیں بیٹھا گیا تھا۔

ویسے اس غصے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے عمران کی چوبیس گھنٹوں کی نگرانی کے احکامات جاری کر دیئے.... اس کا خیال نہ رکھا کہ اس سلسلے میں اسے پہلے ہی احکامات مل چکے ہیں۔ سمجھایا جا چکا

ہے کہ اب عمران کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

◆

صفدر کی آنکھ کھلی تو سورج غروب ہو رہا تھا.... اور سمندر کی پر شور لہریں ساحل سے ٹکرا کر جھاگ اڑا رہی تھیں.... اس نے نیم وا آنکھوں سے اس خوبصورت منظر کو دیکھا اور سرور کی ایک لہر سی سارے جسم میں دوڑ گئی۔ دل چاہا کہ کچھ دیر اور سوتا رہے۔

لیکن.... لیکن وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا.... اس وقت وہ ساحل سمندر کے قریب پڑی ہوئی ایک بنچ پر لیٹا ہوا تھا۔

آنکھیں مل مل کر چاروں طرف دیکھنے لگا.... آہستہ آہستہ اسے یاد آیا کہ پچھلی بار وہ رانا پیلس کی اسٹڈی میں بلا قصد سو گیا تھا.... عمران کا دیا ہوا چیونگم کا ٹکڑا یاد آیا.... جسے کچلتے ہی اس کا سر بھاری ہونے لگا تھا.... "اوہ.... تو یہ عمران صاحب نے ایکٹیوٹی فرمائی تھی اس کے ساتھ....!" کھوپڑی شدت سے جل اٹھی کیونکہ وہ تو ہمیشہ سے اس کا احترام کرتا آیا تھا۔ دوسروں کی طرح اس کا مضحکہ نہیں اڑاتا تھا۔ اس کے باوجود وہ اس کے ساتھ بھی شرارت کر ہی گزرا۔!

اب پتہ نہیں کہاں لا چھوڑا ہے.... وہ بنچ سے اٹھ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ ساحل پر کئی جگہ بنچیں پڑی تھیں۔ جگہ کچھ جانی پہچانی سی محسوس ہوئی لیکن صحیح اندازہ نہ کر سکا۔ پھر مشرق کی طرف مڑا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کئی ہٹ نظر آئے۔

"خدایا.... یہ تو جزیرہ موبار ہے....!" وہ بڑبڑایا.... اس کی نظر ٹیلے پر بنی ہوئی آبزرویٹری پر جمی ہوئی تھی۔

آخر کیوں....؟ اسے اس طرح کیوں لا پھینکا گیا ہے.... اس نے اپنی جیبیں ٹٹولیں.... پرس موجود تھا.... پرس میں اچھی خاصی رقم بھی تھی.... اسے اچھی طرح یاد تھا کہ رانا پیلس میں داخل ہونے سے پہلے پرس اتنا وزنی نہیں تھا.... مشکل سے ڈیڑھ سو روپے رہے ہوں گے۔ لیکن اب تو پانچ پانچ سو کے کئی نوٹ تھے۔ اس نے جیب کو تھپکی دی اور غروب کا منظر دیکھنے لگا۔

اگر پرس میں نوٹوں کی تعداد نہ بڑھ گئی ہوتی تو وہ اپنے اسی خیال پر جما رہتا کہ یہ عمران کی شرارت ہے۔ لیکن اب سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کسی مقصد ہی کے تحت ہوا ہے۔

اسے علم تھا کہ موبار میں دو ایک اچھے اقامتی ہوٹل بھی ہیں.... شب بسری کے لئے کہیں انتظام کرنا ضروری تھا۔

وہ ہٹوں کی جانب چل پڑا.... دفعتاً ایک آدمی پر نظر پڑی جو تیزی سے اسی طرف چلا آرہا تھا انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ حقیقتاً اسی کے پاس آرہا ہے.... صفدر رک گیا۔

اس آدمی نے قریب آکر بڑے ادب سے کہا۔ "حضور عالی.... میم صاحب بہت غصے میں ہیں.... میری بدنصیبی ہے کہ ان کی زبان نہیں سمجھ سکتا۔!"

"کک.... کیا....؟" صفدر اس سے زیادہ نہ کہہ سکا.... عجیب سی بے بسی اس پر طاری تھی۔

لیکن پھر وہ فوراً ہی سنبھل گیا.... تذکرہ کسی میم صاحب کا تھا۔

"تو کیا اب کوئی دوسرا ڈرامہ شروع ہونے والا ہے۔!" اس نے سوچا اور اس آدمی کی طرف مستفسرانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"وہ آپ کو یاد فرما رہی ہیں جناب عالی....!" اس آدمی نے کہا۔

"ہاں.... اچھا.... چلو....!" صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ چلنے لگا.... ایک خوب صورت سے ہٹ تک اس نے اس کی رہنمائی کی۔

اب صفدر اپنے اعصاب پر قابو پا چکا تھا اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی پوری طرح بیدار ہو گئی تھی۔

ایکس ٹو کی حیرت انگیز کارگزاریوں سے بخوبی واقف تھا۔ اس نے سوچا شاید ہم دونوں ہی دوبارہ بیہوش کر کے یہاں پہنچائے گئے ہیں۔ مقصد کچھ بھی ہو۔

وہ مالکانہ اعتماد کے ساتھ ہٹ میں داخل ہوا۔ غیر ملکی لڑکی ایک آرام کرسی پر نیم دراز نظر آئی۔ صفدر نے لگاوٹ بھری مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا اور وہ ایک دم سے شمشیر برہنہ نظر آنے لگی۔

چیخ کر بولی۔ "یہ کہاں کی انسانیت ہے.... یہ کہاں کی شرافت ہے.... تم مجھے اس طرح ذلیل کر رہے ہو.... بیہوش کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے رہتے ہو۔!"

"میرا خیال ہے اس جزیرے کو تم پسند کرو گی۔!"

"میں پوچھ رہی ہوں تم مجھے اس طرح کیوں گھسیٹ رہے ہو۔!" وہ پہلے سے بھی اونچی آواز

میں چیخی۔

"اچھی بات ہے....!" صفدر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "فی الحال تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا جائے۔!"

"کیا مطلب....؟ کیا میں تمہاری قیدی ہوں....!"

"کیسی باتیں کر رہی ہو.... میں تو تمہارے نام تک سے واقف نہیں ہوں....!"

"اوہو....!"

"یقین کرو.... میں تمہیں ہمیشہ دور ہی سے دیکھتا رہا ہوں۔ اپنے ملک میں پہنچنے سے پہلے میں نے کبھی اس کی بھی کوشش نہیں کی کہ تم مجھے کسی دوسرے موقع پر پہچان سکو.... بارہا تمہاری نظروں سے گزرا ہوں گا لیکن عام آدمیوں کی بھیڑ میں مل کر....!"

"تم آخر چاہتے کیا ہو....!" وہ کسی قدر نرم پڑ گئی۔

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ کچھ دن میرے ساتھ بھی گزارو....!"

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ تم نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ ریسٹ ہاؤز کی مالکہ نے میری گمشدگی کی اطلاع سفارت خانے کو دی ہوگی اور سفارت خانے سے یہ معاملہ تمہاری پولیس کے سپرد کر دیا گیا ہوگا۔!"

"میں سب کچھ سمجھتا ہوں اور اس سے بھی زیادہ بڑے خطرات کا مقابلہ کرنیکی ہمت رکھتا ہوں۔!"

"تم عادی معلوم ہوتے ہو.... خطرناک قسم کے عادی مجرم....!"

"جو کچھ بھی سمجھو.... میری خواہشات ہر قیمت پر پوری ہوتی ہیں۔!"

"یہ کون سی جگہ ہے۔!"

"یہ ایک خوبصورت جزیرہ ہے.... ہم جب چاہیں گے یہاں سے واپس چلے جائیں گے۔!"

وہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔

صفدر نے بھی اسی میں عافیت سمجھی کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرے بھلا وہ اس معاملے کے متعلق کیا جانتا تھا۔

اس کی ابتداء لڑکی کے اغواء سے ہوئی تھی اور وہ اس کے مقصد سے ناواقف تھا۔ عمران نے صرف اتنا بتایا تھا کہ اسے ایک کلاسیکل عاشق کا رول ادا کرنا ہے.... حد یہ ہے کہ اس کا نام تک

ہیں بتایا تھا.... اور اب وہ خود اس طرح جزیرہ موبار تک آپہنچا ہے.... اگر وہ کوئی اسکیم تھی تو ود اسے بیہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی.... جو کچھ اسے کرنا تھا اس کے متعلق کوئی واضح قسم کا ان اسے بتایا جاتا۔!

صفدر خیالات میں ڈوبا رہا.... دفعتاً لڑکی بولی۔ "کیا میں خود کو ایک قیدی سمجھوں۔!"

"ارے نہیں.... وہ کیوں....؟" صفدر کی زبان سے نکلا۔ ویسے وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ س سوال کا کیا جواب ہونا چاہئے۔

"یقیناً.... یقیناً.... ہم ابھی باہر چلیں گے.... کسی اچھی سی تفریح گاہ میں شام گزاریں گے۔!"

لڑکی پھر کچھ نہ بولی۔

◆

عمران اب زیادہ تر سر بہرام ہی کے ساتھ دیکھا جاتا.... اس وقت وہ اس کی کوٹھی میں بیٹھا ان کے ساتھ شطرنج کھیل رہا تھا۔ بڑی عمدہ چالیں چلتا.... سر بہرام کو متحیر کر دیتا۔ لیکن آخر ممات کھا کر سر بہرام کے لئے بچوں کی سی خوشی فراہم کرتا.... اس وقت بھی یہی ہوا تھا....

ر بہرام فاتحانہ انداز میں اسے گھورے جا رہا تھا آخر بولا۔

"بڑے اچھے کھلاڑی ہو.... لیکن مجھ سے پار نہیں پا سکتے....؟"

"یقیناً.... سر بہرام.... آپ کا لوہا ماننا ہی پڑتا ہے....!"

"آؤ پھر ہوتی ہے.... ایک بازی....!"

"نہیں سر بہرام.... آپ کے ساتھ شطرنج کھیلنا میلوں پیدل چلنے کے برابر ہے.... ذہنی تھکن کے ساتھ جسمانی تھکن بھی محسوس ہونے لگتی ہے....!"

"تو پھر اب کیا کیا جائے....!"

"مجھے لیڈی صاحبہ کا عجائب خانہ دیکھنے کا بے حد شوق ہے.... بڑی تعریف سنی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ میں اسے دیکھ سکوں۔!"

ر بہرام نے بُرا سا منہ بنایا.... چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"ان کی عدم موجودگی میں ناممکن ہے۔!"

"کہاں تشریف رکھتی ہیں۔۔۔۔!"

"جہنم میں۔۔۔۔!"

"کیا جھگڑا ہوا ہے کسی بات پر۔۔۔۔!" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"جرأت بھی ہے اس میں مجھ سے جھگڑا کرنے کی۔!" سر بہرام غرایا۔

"تیور تو یہی کہہ رہے ہیں سر بہرام۔۔۔۔!"

"خاموش رہو۔۔۔۔!" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

اور عمران سہم جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا دوسری طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں ایک ملازم نے آکر کسی کا کارڈ پیش کیا۔

"اوہ۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔ تم انہیں بٹھاؤ۔۔۔۔ میں آرہا ہوں۔!" سر بہرام بولا۔

ملازم کے چلے جانے کے بعد اس نے عمران سے کہا۔ "میں تنگ آگیا ہوں لوگوں کو اپنا کلکشن دکھاتے دکھاتے۔!"

"اوہ۔۔۔۔ تو کیا۔۔۔۔ کچھ لوگ آپ کی گاڑیاں دیکھنا چاہتے ہیں۔!"

"ہاں بھئی۔۔۔۔ تین دن پہلے برازیل کے سفارت خانے کے کچھ لوگوں نے خواہش ظاہر کی تھی۔ میں نے آج وقت دیا تھا انہیں۔۔۔۔ چلو اٹھو۔۔۔۔ تم بھی چلو میرے ساتھ۔!"

"ضرور۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں ڈرائنگ روم میں آئے۔ یہاں تین سفید فام غیر ملکی سر بہرام کے منتظر تھے۔

عمران تنقیدی نظروں سے ان کا جائزہ لیتا رہا۔ سر بہرام نے خالص رسمی انداز میں انہیں خوش آمدید کہنے کے بعد گیراج کی طرف چلنے کی دعوت دی تھی۔

وہ گیراج کی طرف چل پڑے تھے اور عمران سوچتا رہ گیا تھا۔۔۔۔ اسے کیا کرنا چاہئے۔ سر بہرام نے مڑ کر اس کی طرف دیکھنے کی زحمت گوارہ نہیں کی تھی۔ غیر ملکیوں سے گفتگو کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

عمران سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے اندھیرے میں گھورتا رہا پھر خود بھی برآمدے سے نیچے اتر کر ان کے پیچھے جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ پشت سے آواز آئی۔

"تم ٹھہرو۔۔۔۔!"

بڑی مترنم آواز تھی لیکن عمران کے لئے نئی نہیں تھی۔ یہ اور بات ہے کہ براہِ راست دونوں کا تعارف نہ ہوا ہو لیکن بھلا سر بہرام کے قریب رہ کر لیڈی بہرام سے ناواقفیت کا کیا سوال؟

وہ نہ صرف مڑا تھا بلکہ کسی قدر خم ہو کر اس کے لئے احترام کا مظاہرہ بھی کیا تھا۔

وہ قریب آکر بولی۔ "تم میرا عجائب خانہ دیکھنا چاہتے ہو۔!"

"جج۔۔۔۔ جی۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔!" عمران نے ہکلاہٹ کے پردے میں بناوٹی بوکھلاہٹ کو چھپانے کی ایکٹنگ شروع کردی۔ "مم۔۔۔۔ میں دد۔۔۔۔ دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"اوہو۔۔۔۔ تو تم اتنے پریشان کیوں ہوگئے۔۔۔۔!" وہ بڑے دل کش انداز میں مسکرائی۔

لیڈی بہرام مجموعی طور پر ایک دل کش عورت تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ اٹھائیس سال رہی ہوگی۔ سر بہرام کی دوسری بیوی تھی۔ پہلی بیوی لاولد ہی مری تھی اور اس شادی کو بھی دس سال گزرے تھے لیکن ابھی تک ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔۔!" لیڈی بہرام کہہ رہی تھی۔ "میں تمہیں اپنا عجائب خانہ دکھاؤں گی۔ میں نے سن لی ہے۔۔۔۔ تمہاری خواہش۔۔۔۔ سر بہرام نہ میرے دوستوں سے ملنا پسند کرتے ہیں اور نہ یہی چاہتے ہیں کہ ان کا کوئی دوست مجھ سے ملے۔!"

عمران اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ عمارت کے ایک گوشے میں پہنچ کر لیڈی بہرام رک گئی۔

"تم کچھ بولتے کیوں نہیں۔۔۔۔!" اس نے عمران سے کہا اور وہ اس طرح چونک پڑا جیسے اب تک خود کو تنہا سمجھتا رہا ہو۔

"مم۔۔۔۔ میں دراصل۔۔۔۔ ڈر۔۔۔۔ رہا ہوں۔۔۔۔؟"

"کیوں۔۔۔۔؟ کس بات سے ڈر رہے ہو۔۔۔۔ ڈر کیسا؟" لیڈی بہرام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ۔۔۔۔ دراصل۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میرا خیال ہے۔!"

"ہاں۔۔۔۔ ہاں کہو رک کیوں گئے۔!"

"میرا خیال ہے۔۔۔۔ سر بہرام نہیں چاہتے تھے کہ میں آپ کا عجائب خانہ دیکھ سکوں۔!"

"یقیناً وہ نہ چاہیں گے۔۔۔۔ میں ابھی تمہیں بتا چکی ہوں تا کہ وہ قطعی نہیں چاہتے کہ ان کا کوئی دوست مجھ سے بھی ملے۔!"

"بب۔۔۔۔ بڑی عجیب بات ہے۔۔۔۔!"

"قطعی عجیب بات نہیں.... ان کے دوست میرے دوست بن جاتے ہیں اور یہ بات انہیں پسند نہیں۔ جو میرا دوست بنا اس سے انہیں قطع تعلق کر لینا پڑتا ہے۔!"

"آخر کیوں....؟"

"بھلا میں کیا جانوں.... اس کی وجہ خود ہی بتا سکیں گے۔ میں نے تو یہ کبھی نہیں چاہا کہ میرے دوست ان سے نہ ملیں....! فی الحال تم ان کے اکلوتے دوست ہو۔!"

عمران احمقانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"ہنسو نہیں.... جب بھی انہیں معلوم ہو گیا کہ تم میرے بھی دوست ہو تو بڑی رکھائی سے تمہیں دھتکار دیں گے۔!"

"واقعی....!" عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس اطلاع نے اسے گہرا صدمہ پہنچایا ہو۔

"ہاں.... میں بہت عرصے سے دیکھ رہی ہوں۔!"

"تب تو مجھے فوراً گیراج میں پہنچ جانا چاہئے۔!"

"تم ضرور جاؤ.... لیکن.... میں تمہیں آج ہی اپنا عجائب خانہ ضرور دکھاؤں گی۔!"

"اگر انہیں معلوم ہو گیا تو....!"

"تم احتیاط برتو گے تو کبھی معلوم نہ ہو سکے گا۔!"

"اچھا.... بہت اچھا.... بالکل....!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں وہاں سے ہٹتا ہوا بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں سے سرپٹ دوڑتا ہوا.... گیراج تک جائے گا.... اس نے مڑ کر نہیں دیکھا کہ اس کی حرکت کا ردعمل لیڈی بہرام پر کیا ہوا تھا۔

گیراج میں وہ لوگ گاڑیوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ عمران کی آمد پر سر بہرام چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ انداز ایسا تھا جس سے عمران یہی سمجھتا جیسے وہ اس کے پیچھے رہ جانے پر تشویش میں مبتلا رہا ہو۔

"میں ذرا باتھ روم میں رک گیا تھا....!" عمران نے اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے کہا.... اور وہ سر کو خفیف سی جنبش دے کر پھر غیر ملکیوں کی طرف ہو گیا تھا۔

کچھ دیر بعد غیر ملکی لوگ رخصت ہو گئے.... عمران نے بھی ان کے ساتھ ہی سر بہرام سے جانے کے لئے اجازت طلب کی تھی۔ لیکن اس نے کہا تھا کہ دونوں ساتھ ہی کھانا کھائیں گے۔

ن نے بے بسی طاری کر لی تھی اپنے چہرے پر اور سر بہرام ہنس پڑا تھا۔

"میری ہر خواہش کے سامنے سر جھکا دیا کرو سمجھے۔ اگر میری دوستی کے خواہش مند ہو۔!"

نے کہا۔

"بہت اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہہ کر ٹھنڈی سانس لی۔

"اچھا اب میں جاؤں گا باتھ روم تک.... تم ڈرائنگ روم میں میرے منتظر رہو۔!"

وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا گیراج سے چلا گیا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اسے پھاڑتا ہوا آہستہ آہستہ روش پر چلتا رہا۔ اتنی یں سر بہرام نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

پھاٹک کے قریب غیر ملکیوں کی گاڑی کھڑی نظر آئی۔ بونٹ اٹھا ہوا تھا شاید انجن میں کوئی ا پیدا ہو گئی تھی۔

دو آدمی انجن پر جھکے ہوئے تھے اور تیسرا روش پر ٹہل رہا تھا۔

عمران نے دیکھا کہ وہ اسی طرح ٹہلنے کے سے انداز میں عمارت کی طرف جا رہا ہے۔ یہ کوئی خاص بات نہ تھی جس کی طرف عمران دھیان دیتا.... لیکن ٹھیک اسی وقت عمارت کی ایک ی کھلی اور کھڑکی سے باہر آنے والی روشنی میں کوئی چیز نظر آئی جو کھڑکی سے پھینکی گئی تھی۔

عمران نے اس کے نیچے گرنے کی آواز بھی سنی.... ساتھ ہی غیر ملکی کو اسی طرف تیزی سے تہ دیکھا۔

وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

اندھیرے میں بھی غیر ملکی کا ہیولیٰ صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے جھک کر کوئی چیز اٹھائی تھی اور یدھا ہو کر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے گاڑی کے قریب پہنچنے پر بونٹ گرا یا.... وہ گاڑی میں بیٹھے اور پھر انجن اسٹارٹ ہونے میں بھی دیر نہ لگی۔

گاڑی پھاٹک سے رینگ گئی تھی۔

عمران کھڑکی کی طرف متوجہ ہوا.... وہ اب بھی کھلی نظر آ رہی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے دوبارہ بند ہو گئی۔ عمران کی مٹھیاں کئی بار بھینچیں اور کھلیں.... لیکن قدم وہیں پر جمے رہے۔

چیونگم کا پیکٹ اس نے دوبارہ جیب سے نکالا اور ایک پیس منہ میں ڈال کر ٹہلتا ہوا ڈرائنگ

روم کی طرف چل پڑا۔ ڈرائینگ روم سے وہ ڈائیننگ روم میں پہنچے تھے۔

"آج صرف بٹیریں۔۔۔۔!" سر بہرام مسکرا کر بولا۔ "میری میز پر ایک وقت میں صرف ا ہی چیز ہوتی ہے۔ آج بٹیروں کا دن ہے۔۔۔۔ کھاؤ کتنی کھا سکتے ہو۔!"

"ارے بٹیر۔۔۔۔!" عمران حقارت سے بولا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔؟" سر بہرام نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اور بٹیریں۔۔۔۔!" عمران نے کہا اور منہ دبا کر ہنسنے لگا۔

"کیا بکواس ہے۔۔۔۔؟" سر بہرام جھلاہٹ میں کرسی سے اٹھ گیا۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔۔۔ بٹیریں آپ کے شایانِ شان نہیں۔ ذرا سی بیر ہونہہ۔۔۔۔ آپ جیسے بڑے آدمی کی میز پر تو مسلم دنبے ہونے چاہئیں۔۔۔۔ نام اتنا بڑا۔۔۔۔ بہرام بارود والا۔۔۔۔ اور کھا رہے ہیں بٹیریں۔۔۔۔ لاحول ولا قوۃ۔۔۔۔ بلکہ استغفر اللہ۔۔۔۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

"نہیں تھا تو اب خراب ہو جائے گا آپ کو بٹیر کھاتے دیکھ کر۔۔۔۔ واہ یہ بھی کوئی ہوئی۔!" عمران نے بے حد ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

یک بیک سر بہرام بھی بے حد سنجیدہ نظر آنے لگا۔ وہ عمران کو گھورے جا رہا تھا۔ دفعتاً اس چیخ کر کہا۔ "کھاؤ۔۔۔۔!"

"میں تو ہرگز نہیں کھاؤں گا۔۔۔۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں سچ مچ تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا۔۔۔۔ مجھے غصہ نہ دلاؤ۔۔۔۔ کھاؤ۔۔۔۔ تمہیں کھانی پڑ بٹیریں۔!"

"زبردستی۔۔۔۔ مجھے پسند نہیں ہے سر بہرام۔۔۔۔!"

سر بہرام پھر عمران کو ایسے ہی انداز میں دیکھنے لگا جیسے سچ مچ اس کا دماغ چل گیا ہو۔۔!

"اچھا تم بیٹھو۔۔۔۔ یہیں۔۔۔۔ میں تمہارے لئے کچھ اور لاتا ہوں۔!" سر بہرام اٹھتا ہوا بولا

"ہاں۔۔۔۔ اور کچھ کھا لوں گا۔۔۔۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"سر بہرام کمرے سے چلا گیا۔۔۔۔ واپسی میں بھی دیر نہیں لگی لیکن وہ خالی ہاتھ نہیں بھدی ساخت والا ایک خوف ناک ریوالور مٹھی میں دبا ہوا تھا۔۔۔۔ اس نے اس کا رخ عمرا

کرتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ "اب تو تمہیں یہ ساری بٹیریں تنہا کھانی گی۔۔۔۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔!"

عمران کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔ دیکھنے میں ایسا لگتا تھا جیسے ہاتھ پیروں کی جان نکل گئی ہو۔۔۔۔ دونوں ہاتھ رکھے ایک ٹک ریوالور کو دیکھے جا رہا تھا۔ چہرے پر انتہائی درجہ خوفزدگی کے تھے۔

"کھاؤ۔۔۔۔!" سر بہرام پھر چیخا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹیر اٹھائی اور کھانے لگا۔۔۔۔ موٹے موٹے آنسو آنکھوں سے امنڈ کر گالوں پر ڈھلک رہے تھے۔

وہ ایک کے بعد دوسری بٹیر اٹھاتا رہا اور آنسو اسی رفتار سے بہتے رہے۔ دفعتاً سر بہرام نے لور کو ایک طرف ڈال دیا اور عمران کو بھینچ بھینچ کر کہنے لگا۔ "چپ ہو جاؤ۔۔۔۔ میرے بیٹے یرے بچے۔۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔۔ مجھے غصہ آ گیا تھا۔۔۔۔ تم بچے ہی تو ۔۔۔ایک ننھے سے بچے میرے اپنے بچے۔!"

اور پھر سر بہرام نے بھی رونا شروع کر دیا۔

عمران نے ہاتھ کی بٹیر رکھ دی تھی۔۔۔۔ اور بالکل ساکت و صامت بیٹھا پلکیں جھپکائے بغیر مل گھورے جا رہا تھا۔

ر بہرام اس کی گردن میں بازو ڈالے سر جھکائے ہچکیاں لیتا رہا۔ ملازم جو انہیں سرو کر رہا تھا کا وہاں سے رفو چکر ہو چکا تھا۔

آہستہ آہستہ سر بہرام کی ہچکیاں اور سسکیاں دبتی جا رہی تھیں۔

عمران جیسے پہلے بے حس و حرکت بیٹھا رہا تھا اس پوزیشن میں اب بھی تھا۔

کچھ دیر بعد سر بہرام بالکل ہی پر سکون ہو گیا اور عمران سے الگ ہٹ کر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ ٹھ تھا اور اب عمران سر جھکائے انگلی سے میز کی سطح کرید رہا تھا۔

"میں بہت بد نصیب آدمی ہوں۔۔۔۔!" کچھ دیر بعد سر بہرام نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ری پوری زندگی ایک دکھتا ہوا پھوڑا ہے۔۔۔۔ نہ یہ پھوٹتا ہے اور نہ اتنا بڑھتا ہے کہ میرے سے وجود کو ڈھک لے۔۔۔۔ میں فنا ہو جاؤں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ سر بہرام کہتا رہا۔ “میں کبھی کبھی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتا ہوں.... تمہیں کیا ہو جاتا ہے.... تم کیوں پاگلوں کی سی باتیں کرنے لگتے ہو....!”

“میں کچھ نہیں جانتا....!” عمران گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

“مجھے بتاؤ.... تمہیں کیا دکھ ہے....!”

“مجھے کوئی دکھ نہیں ہے....!”

“پھر تم ایسے کیوں ہو....؟”

“میں نہیں جانتا.... میں اپنے بارے میں کچھ بھی تو نہیں جانتا۔!”

“یہ کیسے ممکن ہے....؟”

عمران کچھ نہ بولا۔

سر بہرام نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔ “میں کچھ کرنا چاہتا ہوں کسی کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہوں.... جسے میں اپنا سمجھ سکوں۔!”

عمران اب بھی خاموش رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے بات کرنا آتا ہی نہ ہو۔

“کیا تم مجھ سے خفا ہو گئے ہو....!”

“نن.... نہیں.... تو....!”

“یقین کرو.... میں پورے خلوص کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ تمہارے لئے کچھ کرنا چاہتا ہوں”

“کیا کریں گے.... آپ میرے لئے....!”

“پہلے تم مجھے بتاؤ کیا دکھ ہے تمہیں....!”

“خدا کا فضل ہے.... البتہ میں سلیمان کے لئے پریشان رہتا ہوں....؟”

“یہ کون ہے....؟”

“سخت نالائق ہے....!”

“تم سے کیا رشتہ ہے....!”

“ایک بار پھر اللہ کا فضل ہے کہ اس سے میرا کوئی رشتہ نہیں۔!”

“کیا بات ہوئی۔!”

“وہ میرا ملازم ہے۔!”

“پھر بکواس شروع کر دی تم نے....!”

“یقین کیجئے.... میرے سارے سوٹ تباہ کر دیئے ہیں.... میری عدم موجودگی میں انہیں بے دریغ استعمال کرتا ہے۔!”

“تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے.... نکال باہر کرو اسے۔!”

“یہی تو مصیبت ہے کہ نکالتے ہوئے دل دکھتا ہے۔!”

“اچھا یہ بتاؤ.... تم نے اب تک شادی کیوں نہیں کی....؟”

عمران کی شرمانے کی ایکٹنگ قابل داد تھی۔

“ہوں.... بتاؤ....!”

“کیا بتاؤں....!” عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ “شادی کر لوں تو پھر دوسری کرنے کو جی چاہے گا.... پھر تیسری.... پھر چوتھی.... کون پڑے اس جنجال میں....!”

“اب تم میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو....!” سر بہرام کا لہجہ دردناک تھا۔

“نہیں ہرگز نہیں.... آپ یقین کیجئے....!”

“ہاں.... یہ میری دوسری بیوی ہے.... پہلی بیوی کی موت کے بعد ہرگز شادی نہ کرتا اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ شاید اسی سے کوئی بچہ ہو جائے۔”

“سر بہرام.... خدا کے لئے غلط نہ سمجھئے.... میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔!”

“ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!” سر بہرام نے کہا اور سر جھکا لیا.... تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا اور پھر اٹھتا ہوا بولا۔ “اچھا اب مجھے نیند آ رہی ہے۔!”

“سر بہرام.... مجھے افسوس ہے.... کہ میری وجہ سے آپ کو دکھ پہنچا.... پتہ نہیں کیوں میں کبھی کبھی سنک جاتا ہوں۔!” عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

“میں معلوم کر ہی لوں گا کسی نہ کسی طرح کہ تم ایسے کیوں ہو....!” بہرام بولا۔

عمران ایسی شکل بنائے رہا جیسے اس جملے کا مفہوم اس کی سمجھ سے باہر ہو۔

بہر حال وہ وہاں سے چل پڑا تھا.... پورچ میں اس کی ٹو سیٹر موجود تھی۔ اسٹارٹ کر کے پھاٹک کے باہر نکلا.... اور گاڑی بائیں جانب موڑ دی.... رات کے نو بجے تھے.... سڑک قریب قریب سنسان ہی تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ ایک تیز رفتار گاڑی کو جو پشت سے آرہی تھی راستہ دینا پڑا۔ وہ قریب سے نکلی چلی گئی اور پھر کچھ آگے جاکر اس کے بریک چرچرائے اور ایک دم رک گئی۔

عمران نے بھی بریک لگانے میں پھرتی نہ دکھائی ہوتی تو اس آڑھی کھڑی ہوئی گاڑی سے ٹکراؤ لازمی تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اپنی گاڑی سے اتر چکا تھا۔

”گھبرانے کی ضرورت نہیں.... یہ میں ہوں۔!“ گاڑی سے آواز آئی اور یہ لیڈی بہرام کی آواز کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہوسکتی تھی۔

”آپ.... یعنی کہ.... آپ....!“ وہ کھڑکی کے قریب جاکر ہکلایا۔

”ہاں.... میں نے وعدہ کیا تھا کہ آج تمہیں اپنا عجائب خانہ ضرور دکھاؤں گی۔!“

ایک موٹر سائیکل کے ہارن کی آواز پر عمران چونک کر مڑا.... اس کے نکلنے کے لئے راستہ نہیں تھا۔ عمران نے ہاتھ ہلا کر کچے کی جانب اشارہ کیا.... اور پھر لیڈی بہرام کی طرف متوجہ ہوگیا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ موٹر سائیکل سوار کیپٹن فیاض ہی کا کوئی آدمی ہو سکتا ہے۔

اس نے موٹر سائیکل کچے پر اتاری تھی اور آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

”لل.... لیکن....!“ عمران ہکلایا۔

”لیکن .... ویکن کچھ نہیں.... میں جو کچھ بھی سوچتی ہوں کر گزرتی ہوں چلو میرے ساتھ۔!“

”کک.... کہاں....؟“

”جہاں میں لے چلوں....!“

”ہم وہاں واپس نہیں جائیں گے.... اور پھر عجائب خانہ یہاں اس عمارت میں تھوڑا ہے.... وہ دوسری جگہ ہے.... یہاں بھی کچھ تھوڑی چیزیں رکھ چھوڑی ہیں میں نے۔!“

”لیکن سر بہرام....!“

”ختم بھی کرو۔ اگر تم احتیاط برتو گے تو انہیں معلوم ہی نہ ہوسکے گا کہ تم میرے بھی دوست ہو۔!“

”اچھا.... تو یعنی کہ....!“

”کچھ نہیں.... چپ چاپ میری گاڑی کے پیچھے چلے آؤ....!“

”جی بہت اچھا.... لیکن سر بہرام....!“

”اوہ.... تم فکر نہ کرو.... سب ٹھیک ہے.... میں دیکھ لوں گی۔ تم بیٹھو جاکر اپنی گاڑی میں۔!“

عمران اپنی گاڑی کی طرف لوٹ آیا۔

اپنی گاڑی سیدھی کر چکی تھی.... تھوڑی دیر بعد دونوں گاڑیاں آگے پیچھے جا رہی تھیں۔

دوسری سڑک پر پہنچتے ہی عمران نے محسوس کیا کہ موٹر سائیکل اب بھی تعاقب میں ہے اس نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور چیونگم کچلنے لگا۔

لیڈی بہرام کی گاڑی کی رفتار خاصی تیز تھی.... اور وہ ایسی ہی سڑکوں سے گزر رہی تھی جن پر دن میں بھی زیادہ ٹریفک نہیں رہتا تھا۔

موٹر سائیکل کا ہیڈ لیمپ عقب نما آئینے میں برابر نظر آتا رہا۔

شاید تین یا چار میل کی مسافت طے کرنے کے بعد لیڈی بہرام کی گاڑی ایک عمارت کے قریب رکتی سی معلوم ہوئی تھی۔ عمران نے اپنی گاڑی کی رفتار کم کرتے وقت موٹر سائیکل کا خیال رکھا۔ دونوں گاڑیوں کے رک جانے کے بعد موٹر سائیکل آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

لیڈی بہرام اپنی گاڑی سے اتری نہیں تھی.... اور نہ اس نے انجن ہی بند کیا تھا۔ ہارن دینے پر کسی نے کمپاؤنڈ کا پھاٹک کھولا اور گاڑی اندر رینگ گئی.... عمران کو بھی تقلید ہی کرنی پڑی.... اس کی گاڑی گزر جانے کے بعد پھاٹک دوبارہ بند کر دیا گیا۔

کمپاؤنڈ زیادہ وسیع نہیں تھا.... اور عمارت بھی مختصر ہی سی ثابت ہوئی لیڈی بہرام نے برآمدے کے قریب گاڑی روکی اور نیچے اتر گئی۔ عمران نے اپنی گاڑی روک تو دی تھی.... لیکن اندر ہی بیٹھا رہا تھا۔

”اب کیا گود میں لے کر اتارنا پڑے گا۔!“ لیڈی بہرام نے قریب آکر کہا۔

”اررر.... نن نہیں.... ایسا نہ کیجئے گا....!“ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے نیچے اتر آیا۔

”چلو اب میرا منہ کیا تک رہے ہو....!“

”جی اچھا....!“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔

یہ نشست ہی کا کمرہ تھا۔ سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پر جگہ جگہ خوب صورت پینٹنگز نظر آرہی تھیں۔

"بیٹھ جاؤ....!" لیڈی بہرام بولی۔

عمران نے کچھ ایسی ایکٹنگ شروع کر دی جیسے سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ اسے کہاں بیٹھنا چاہئے۔

"ادھر بیٹھ جاؤ....!" لیڈی بہرام نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

"جی بہت اچھا....!"

لیڈی بہرام خاموشی سے اُسے گھورتی رہی۔ عمران سر جھکائے بیٹھا تھا۔ لیکن احساس تھا کہ اسے ایک ٹک گھورے جارہی ہے۔

میں سوچ رہی ہوں۔ وہ کچھ دیر بعد بولی۔ "تم اس عمر میں بھی اتنے معصوم کیوں نظر آتے ہو۔!"

"جج.... جی....!" عمران چونک پڑا۔

"تمہارے چہرے پر اتنا بھولا پن کیوں ہے۔!"

"جی.... ای.... ای.... میں کیا بتاؤں....!" عمران نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا اور جھینپ کر سر جھکالیا۔

"ادھر دیکھو.... میری طرف....!"

"جی....!" عمران نے سر اٹھایا.... نظریں ملیں اور عمران نے پھر شرما کر سر جھکالیا۔

"تم اب تک کہاں پائے جاتے تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ پہلے تم سے کہیں ملاقات کیوں نہ ہوئی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

لیڈی بہرام کہتی رہی۔ "میں نے سنا ہے کہ تم نے کوئی پرانی گاڑی سر بہرام کے ہاتھ فروخت کی ہے۔!"

"مم... میں نے فروخت نہیں کی۔ انہوں نے زبردستی خریدی ہے۔ میں نہیں بیچنا چاہتا تھا۔!"

"مجھے یہ بھی معلوم ہوا تھا....!"

عمران پھر خاموش رہا۔

"یہ میرا حقیقی عجائب خانہ ہے۔!" وہ کچھ دیر بعد بولی اور عمران چاروں طرف دیکھنے لگا۔

وہ ہنس پڑی.... عمران کے چہرے پر حیرت کے آثار دکھائی دیئے۔

"تعجب نہ کرو.... یہاں تمہیں میرے علاوہ اور کوئی چیز عجیب نظر نہ آئے گی۔!"

"جج.... جی.... میں نہیں سمجھا....!"

"کیا واقعی اتنے ہی بھولے ہو....!" لیڈی بہرام نے کہا اور اس کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ نشیلی نظر آنے لگیں۔

"مم.... میں.... مطلب یہ کہ....!"

"خیر.... چھوڑو.... کیا پیؤ گے....!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا.... میں کیا کروں....!" عمران اپنی پیشانی مسلتا ہوا بولا۔

"کیا سمجھ میں نہیں آتا....!"

"سر بہرام نے بٹیریں کھلانے کے لئے ریوالور نکال لیا تھا.... اور اب آپ کچھ پلانے کو کہہ رہی ہیں۔!"

"ریوالور نکال لیا تھا۔!" لیڈی بہرام نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں.... میرا ہارٹ فیل ہوتے ہوتے بچا....!"

آخر بات کیا تھی....؟"

"مم مجھے بٹیروں سے گھن آتی ہے.... میں نے کہا میں نہ کھا سکوں گا۔ کہنے لگے کھانی پڑیں گی.... میں نے کہا واہ یہ اچھی زبردستی ہے۔ بس مشتعل ہو کر ریوالور نکال لیا۔ کہنے لگے گولی ماردوں گا.... جی ہاں....!"

"مجھے حیرت ہے....!"

"کیا وہ کبھی کبھی صحیح الدماغ نہیں رہتے۔!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔!"

"کہنے لگے تم بھی میری ہی طرح سنکی ہو.... بھلا آپ ہی بتائیے کیا میں آپ کو سنکی معلوم ہوتا ہوں۔!"

"ہرگز نہیں.... تم تو اچھے خاصے ہو.... بہت پیارے۔!"

"ارے نہیں....!" عمران نے پھر شرما کر سر جھکالیا۔

کچھ دیر خاموشی رہی.... پھر لیڈی بہرام نے کہا۔ "یہ میرا قطعی نجی مکان ہے۔ چلو تمہیں دکھاؤں۔!"

عمران اٹھ گیا۔ نشست کے کمرے سے وہ ڈرائنگ روم میں آئے۔

"تم بہت خاموش ہو.... اب کچھ دیر یہاں بیٹھو.... تم نے بتایا نہیں کہ رات میں کون سی پیتے ہو۔!"

"بھینس والی....!"

"کیا مطلب....؟"

"ڈیڑھ پاؤ گرم گرم دودھ پی کر سو جاتا ہوں۔!"

"احمق....!" وہ مسکرائی۔

عمران چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا سچ مچ نہیں پیتے....!"

اس نے انکار میں سر ہلا دیا!

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"میری دانست میں تو پینا ہی بڑی عجیب بات ہے....!"

"کیوں....!"

"اچھے بھلے آدمی کی مدہوشی.... مدہوشی جو خود ہی اپنے اوپر مسلط کی جائے حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔!"

"کبھی پی کر دیکھو.... پھر ایسی باتیں نہیں کرو گے۔!"

"میرا خیال ہے کہ پی کر آپ کو اخلاقیات پر لیکچر پلانے لگوں گا.... میرے انکل تو پی لینے کے بعد خدا کے سب سے نیک بندے بن جاتے ہیں.... گھر کے کتے تک کو اخلاقیات کا درس دے ڈالتے ہیں۔"

"چچا پیئے....اور بھتیجا محروم.... یہ تو اچھی بات نہیں....!"

"جی ہاں....!"

"ختم کرو یہ باتیں.... میں تمہیں کیسی لگتی ہوں۔!"

"آپ....!" عمران ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

"ہاں.... ہاں.... خاموش کیوں ہو گئے۔!"

"جی میں کیا بتاؤں....!" عمران نے احمقانہ انداز میں دانت نکال دیئے۔

"کیا میں بدصورت ہوں....!"

"نن.... نہیں.... جی نہیں.... ہرگز نہیں....!"

"تو پھر اتنے دور کیوں بیٹھے ہو.... میرے قریب آؤ....!"

"وہ.... وہ.... غالباً میں نے.... میٹرک میں پڑھا تھا کہ خوبصورتی دور سے دیکھنے کی چیز ہے۔!"

"لکھنے والا گھامڑ تھا....!"

"تو پھر رہا ہو گا.... مجھے کیا....!"

"یہاں.... ادھر.... اس کرسی پر آؤ....!"

"مم.... مطلب یہ ہے....!"

"ڈرو نہیں.... سر بہرام یہاں سے میلوں دور ہیں۔!"

"لل.... لیکن....!"

"تم عجیب آدمی ہو....!" وہ جھنجھلا گئی۔

عمران کچھ نہ بولا.... وہ اسے گھورتی رہی.... پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ "اچھی بات ہے میں خود ہی آرہی ہوں تمہارے پاس....!"

"وہ.... وہ.... دیکھئے.... سر بہرام....!"

"سر بہرام کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو گا کہ تم یہاں ہو... یہ عمارت انکے علم میں نہیں ہے۔!"

"اوہو....!"

"تمہیں اس پر حیرت ہے....!"

"جی ہاں.... بہت زیادہ....!"

"کیا ضروری ہے کہ وہ میری زندگی کے ہر پہلو سے باخبر ہوں....!"

"لیکن اتنا بے خبر بھی نہ ہونا چاہئے۔!"

"ارے تم کہاں کی باتیں نکال بیٹھے ہو.... تمہیں اس سے کیا سروکار....!"

"وہ میرے دوست ہیں....!"

"کتنے عرصے سے....!" لیڈی بہرام کا لہجہ بے حد تلخ اور طنزیہ تھا۔

"زیادہ دن نہیں ہوئے۔!"

"تم آخر....!" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ غالباً کسی سوچ میں پڑ گئی تھی۔

عمران کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا۔

اس عمارت کی چار دیواری اتنی اونچی تھی کہ کھڑکی سے سڑک نہیں دکھائی دیتی تھی۔

اس نے محسوس کیا کہ لیڈی بہرام اس کے بہت قریب آ گئی ہے۔ اس کا جسم اس کے شانے سے مس ہونے لگا۔

"ارے.... ارے.... تم کانپ کیوں رہے ہو....!" لیڈی بہرام ہنس پڑی۔

"مم.... میرا.... سس.... سر چکرا رہا ہے....!" عمران گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

"بدھو....!"

"یقین کیجئے.... ارے.... ارے میں.... گرا.... مم.... گگ.... گرا....!" وہ جھومتا ہوا فرش پر آ گرا۔

لیڈی بہرام اسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر آوازیں دے رہی تھی۔

◆

لڑکی نے صفدر کو اپنا نام ماؤلین بتایا تھا.... سوئیڈن کی باشندہ تھی۔

اس سے زیادہ اور کچھ نہ معلوم کر سکا۔ دراصل دوسرے احکامات ملنے تک وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔

پچھلی شام انہوں نے ایک اچھے ہوٹل میں گزاری تھی.... رات گئے تک وہ دونوں رقص کرتے رہے تھے۔ وہ کئی قسم کے رقص بڑی خوبی سے کر سکتی تھی۔ صفدر بھی اناڑی نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد وہ بھول گئی تھی کہ صفدر تک کس طرح پہنچی تھی۔ صفدر نے تو یہی محسوس کیا تھا جیسے اب اس کے ذہن پر اس کے بارے میں کوئی بُرا اثر باقی نہ رہا ہو!

رات گئے وہ ہٹ میں واپس آئے تھے۔ صبح کو وہ پھر بیزار بیزار سی دکھائی دی۔ صفدر نے سبب پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔!! اس وقت وہ ناشتے کی میز پر تھے۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو....!" ماؤلین نے اس سے پوچھا اور صفدر دل ہی دل میں عمران کو بُرا بھلا کہنے لگا.... آخر کیا بتائے اسے کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

"تم آخر پریشان کیوں ہو.... کیا تمہیں یہ ایڈونچر پسند نہیں آیا....!"

"ایڈونچر.... کہیں تم پاگل تو نہیں ہو گئے....؟"

"کیوں.... پاگل کیوں....!"

"ارے تو کیا میں نے اپنی خوشی سے یہ سب کچھ کیا ہے کہ اسے ایڈونچر سمجھوں۔!"

"کیا تمہیں کسی بات پر مجبور کیا جا رہا ہے۔!"

"یقیناً.... تم صحیح الدماغ نہیں ہو.... میں نہیں جانتی تم کون ہو۔ تم نے میری مرضی کے بغیر اپنے ساتھ رکھ چھوڑا ہے مجھے اور پھر بھی مجھے مجبور نہیں سمجھتے۔!"

"میں کہتا ہوں خواہ مخواہ اپنے ذہن کو نہ تھکاؤ آج ہم بقیہ دن کسی اچھے ساحل پر گزاریں گے۔!"

"نہیں.... پہلے تم مجھے مقصد بتاؤ....!"

"تمہیں قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں....!"

"کتنے عرصے تک دیکھو گے....!"

"اگر ساری زندگی دیکھتا رہوں تب بھی شاید جی نہ بھرے۔!"

"ایسی باتوں سے مجھے مطمئن نہیں کر سکتے۔!"

"چھوڑو بھی کہاں کی باتیں لے بیٹھیں.... یہ جھینگے کھاؤ.... اس جزیرے کے جھینگے بے حد لذیذ ہوتے ہیں۔!"

وہ پیشانی پر شکنیں ڈالے کھاتی رہی۔

صفدر نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "میں سمجھا تھا کہ تمہاری گم شدگی کے بارے میں اخبار قیامت برپا کر دیں گے.... لیکن میں نے کسی اخبار میں معمولی سی خبر بھی نہیں دیکھی۔!"

"اخبارات کو ایک غیر ملکی لڑکی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔!"

"تمہارے سفارت خانے کو تو باقاعدہ طور پر تمہارا حلیہ جاری کرانا چاہئے تھا۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"کچھ بھی نہیں.... صرف حیرت ظاہر کر رہا ہوں۔!"

وہ اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ تم نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے۔!"

"اوہو.... خطرہ.... ہونہہ....!" صفدر تضحیک آمیز انداز میں مسکرایا۔

"میرے بعض دوست تمہاری تلاش میں ہوں گے۔!"

"لیکن وہ مجھے شہر میں ہی تلاش کر رہے ہوں گے.... اس جزیرے کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہ سکے گا۔!"

"اس بھول میں نہ رہنا.... وہ خطرناک لوگ ہیں۔!"

"اگر میں ذرہ برابر بھی کسی سے خائف ہوتا تو پچھلی رات اس طرح اس ہوٹل میں تمہارے ساتھ رقص نہ کرتا رہتا۔!"

"ہر بے وقوف آدمی تمہاری ہی طرح دلیر ہوتا ہے۔!"

"میں کہتا ہوں.... اب ختم بھی کرو.... اس قصے کو.... میں آنے والے لمحات کے بارے میں کچھ سوچنے کا عادی نہیں۔!"

"پتہ نہیں کیوں مجھے تم سے ہمدردی ہے۔!"

"بس تو پھر....!"

"نہیں.... میری پوری بات سنو.... تم اپنی اس حرکت کے باوجود بھی ابھی تک ایک اچھے آدمی ثابت ہوئے ہو....!"

"ہوں.... تو پھر....!"

"میں قطعی پسند نہ کروں گی.... کہ تم مار ڈالے جاؤ....!"

"بہت عرصے سے موت کی تلاش میں ہوں....!" صفدر بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"یقین کرو.... میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔!" وہ جھلا کر چیخی۔

"اچھی بات ہے.... میں نے یقین کر لیا.... کہ میں مار ڈالا جاؤں گا۔!"

"اور تمہیں اس سے ذرہ برابر خوف نہیں معلوم ہوتا۔!"

"اگر تمہارے وہ دوست میرے ہی ہم وطن ہیں تو کم از کم مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہ کر سکیں گے۔!"

"نہیں وہ بھی میری ہی طرح غیر ملکی ہیں۔!"

"تب تو مجھے انہیں مار ڈالنے میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوگی۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" اس نے جھلا کر کہا اور کافی کے بڑے بڑے گھونٹ لینے لگی۔

* * *

دوسری صبح عمران نے محسوس کیا کہ وہ اس عمارت میں قیدی ہے۔ بڑے اطمینان سے اس نے پچھلی رات بیہوشی میں بسر کی تھی اور لیڈی بہرام کی زبان سے اپنے لئے کبھی بے بسی کے کلمات سنے تھے اور کبھی گالیاں کھائی تھیں۔

اسے ہوش میں لانے کے لئے اس نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ کبھی ناک میں بتی کرتی اور کبھی ایسی سخت قسم چٹکیاں لیتی کہ عمران کی بھنچی ہوئی آنکھوں میں تارے ناچ ناچ اٹھتے.... لیکن نہ تو اس کو چھینکیں آئی تھیں اور نہ تکلیف کی شدت سے وہ بلبلایا ہی تھا۔ ویسے اس کا خیال تھا کہ ایسی زبردست چٹکیاں تو کسی بھینس کو بھی فارسی بولنے میں مجبور کر سکتی تھیں۔

پھر تھک ہار کر لیڈی بہرام نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا تھا اور اس نے وہ رات ڈائننگ روم کے ٹھنڈے فرش پر بسر کی تھی۔

صبح بھی کسی نے اسے وہاں سے اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی خود ہی اللہ کا نام لے کر اٹھ بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ دیکھیں ناشتے میں کیا ملتا ہے۔

اٹھ کر ٹہلتا ہوا نکاسی کے دروازے تک آیا لیکن دوسرے ہی لمحے میں رائفل کی نالی سینے سے آلگی.... اور ایک خون خوار پٹھان کا چہرہ دکھائی دیا۔

"ساب....! باہر نہیں جا سکتا....!" اس خونخوار چہرے سے غراہٹ منتشر ہوئی۔

"اچھا ساب....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن ذرا دوڑ کر چار آنے کی نہاری اور دو عدد تنوری روٹیاں لیتے آؤ.... کیونکہ ہم قبض شدید میں مبتلا ہیں۔!"

"خوچہ.... ادھر نہاری نہیں ملتا ساب....!"

"اچھا تو پھر ہمارے کفن کا انتظام کرو....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کیونکہ پچھلی رات ہم بٹیر بازی میں پڑ کر اپنی مٹی پلید کر بیٹھے تھے۔"

"ادھر کفن دفن بھی نہیں ہوتا.... تم اندر بیٹھو ساب....!"

"کھانے پکانے کا رواج بھی ہے ادھر یا نہیں....!"

"اَم کچھ نہیں جانتا....!"

"لیڈی صاحبہ کدھر ہیں....!"

"اَم نہیں جانتا....!"

"تمہاری شادی ہوگئی ہے یا نہیں۔!"

"ابی نئی....!"

"اللہ نے چاہا تو ہو جائے گی۔!"

پٹھان کچھ نہ بولا۔ عمران کہتا رہا۔ "ایسے ایسے تعویز ہیں ہمارے پاس کہ بس کیا بتائیں۔!"

"خوچہ ساب ایک تعویز امے بی دیو....!"

"ضرور.... ضرور.... کیسا تعویز چاہتے ہو....!"

"امارا والد کا شادی ہو جائے۔!"

"والد کا شادی....!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"ہاں.... ساب.... اسے بہت شوک ہے....!"

"اور تمہیں....!"

"اَم تو ابھی بچہ ہے ساب....!"

"اے اللہ.... ایسی خوف ناک مونچھوں والا ایک بچہ ہمیں بھی عطا کر۔!"

"خوچہ ساب.... اندر جاؤ.... بیگم ساب آگیا تو....!" اور دوسری طرف مڑ گیا۔

عمارت کے کسی گوشے میں غالباً ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔

عمران نے تیزی سے آواز کی جانب قدم بڑھائے.... اور وہیں جا پہنچا جہاں فون تھا.... اب بھی بج رہی تھی۔!

"ہیلو....!" اس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہلو.... ہاؤ ڈو یو ڈو....!" دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔

"ناشتے کی تلاش میں ہوں....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پیٹ بھر لینے کے بعد تم بیہوش ہو جاتے ہو.... اس لئے کھانا بارہ رات سے پہلے نہیں ملے گا۔!"

"میں ناشتے کی بات کر رہا ہوں.... کھانے کی نہیں۔!" عمران روہانسی آواز میں بولا۔

"فضول باتیں مت کرو....!" دوسری طرف سے آواز آئی.... اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اس نے ٹھنڈی سانس لے کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

پھر جیبیں ٹٹول کر چیونگم کے دو پیکٹ نکالے اور انہیں اس طرح دیکھتا رہا جیسے اندازہ کرنا چاہتا ہو کہ دن بھر ساتھ دے سکیں گے یا نہیں۔!

فون کی گھنٹی پھر بجی.... اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

اس بار بھی دوسری طرف سے لیڈی بہرام ہی بول رہی تھی۔

"تم اتنے بنتے کیوں ہو....!" اس نے کہا۔

"اب اس وقت تو بھوک کے مارے بگڑا جا رہا ہوں....!"

"تمہاری بے ہوشی بالکل بکواس تھی....!"

"بے ہوشی کا مطلب ہے خاموشی... اور خاموشی کو کسی طرح بھی بکواس نہیں کہا جا سکتا۔!"

"میری بات سنو....!"

"سناؤ....!"

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں اتنے دنوں سے تمہارے ہی لئے بھٹکتی رہی ہوں۔!"

"بات پوری ہوئی یا نہیں....!"

"بات کبھی پوری ہوتی ہے....!"

"اب میری بھی ایک بات سنو....!" عمران نے کہا۔ "آخر تم دونوں الگ الگ کیوں میری رمت کر رہے ہو.... ایک ساتھ مل کر ایک دم قیمہ کر ڈالو....!"

"مجھے سمجھنے کی کوشش کرو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ضرور سمجھوں گا.... وعدہ کرتا ہوں....!"

"کیا واقعی تم بھوکے ہو....!"

"میں اب کچھ بھی نہ کہوں گا....!"

"اچھا میں آرہی ہوں....!" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔!

عمران ریسیور رکھ کر اس کمرے سے ہٹ آیا.... پچھلی رات وہ ڈائننگ روم ہی میں ڈھیر

ہو گیا تھا اس لئے پوری عمارت کا جائزہ نہیں لے سکا تھا۔ اس وقت وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔!"

دس منٹ تک ادھر اُدھر چکراتے رہنے کے بعد وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچا جسے نگار خانہ کہنا چاہئے.... یہاں تصاویر اور بتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔!

ایک نامکمل تصویر بھی ایزل پر موجود تھی۔

"اوہ.... تو محترمہ.... مصور بھی ہیں....!" وہ بڑبڑایا۔

"ہاں.... میں مصور بھی ہوں....!" پشت سے آواز آئی۔ عمران تیزی سے مڑا.... لیڈی بہرام دروازے میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"اور.... تمہاری ایک بہت خوب صورت تصویر بناؤں گی.... بہت عرصہ سے ایسے ہی کسی معصوم چہرے کی تلاش تھی جیسا تمہارا ہے۔!" اس نے کہا۔

"اور مجھے اس وقت صرف ایک کپ کافی اور ایک آدھ سینڈوچ کی تلاش ہے....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"میں نے بھی ابھی تک ناشتہ نہیں کیا.... ہم یہیں بیٹھ کر ناشتہ کریں گے یہاں میں اپنا زیادہ تر وقت اسی کمرے میں گزارتی ہوں....!" اس نے کہا اور وہ باسکٹ میز پر رکھ دی تھی جسے ابھی تک ہاتھ ہی میں لٹکائے کھڑی رہی تھی۔

عمران مُربھکوں کی طرح اس باسکٹ پر ٹوٹ پڑا۔ کافی کا تھرموس تو اوپر ہی نظر آ رہا تھا۔ اس کے نیچے سینڈوچ تھے اور کچھ مٹھائی بھی۔!

"میں اداسیوں کا شاہکار ہوں!" لیڈی بہرام کہہ رہی تھی۔ "مصوری مجھے سکون بخشتی ہے!"

"کافی کا ایک کپ اور ایک سینڈوچ دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔!" عمران بولا۔ "بھوک مجھے نڈھال کر دیتی ہے اور یہ ساری کائنات میری نظروں سے ایک عظیم دلدلی خطہ بن کر رہ جاتی ہے۔!"

"اس وقت تو تم بڑے مزے کی باتیں کر رہے ہو! رات بالکل ایڈیٹ معلوم ہو رہے تھے!"

"بھوک مجھے بے حد سمارٹ بنا دیتی ہے۔!"

"تب پھر اس ناشتے کو اپنی زندگی کا آخری ناشتہ تصور کرو۔!"

"ارے باپ رے....!"

"ہوں.... ہوں....!"

"لعنت ہو مجھ پر.... میں جب بھی سوچ سوچ کر گفتگو کرنے کی کوشش کرتا ہوں اسی طرح بڑا ہو جاتا ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ارے بکواس کر رہا تھا یونہی.... بھوک تو اچھے اچھے رستموں کو پچھاڑ دیتی ہے.... میں کس بت کی اورک ہوں۔!"

"اورک نہیں مولی کہتے ہیں....!"

"مولی کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں....!"

"فضول بکواس مت کرو.... ارے تم نے تو سارے سینڈوچ صاف کر دیئے.... اب میں کیا کھاؤں گی۔!"

عمران کافی کا دوسرا کپ لے رہا تھا۔

"ادھر لاؤ تھرموس....!" وہ اس سے تھرماس چھینتی ہوئی چنچنائی۔ "اب مجھے بھوکا ہی رہنا پڑے گا۔!"

"تبدیل کر دوں اس نگار خانے کو باورچی خانے میں۔!" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بکو مت....!"

تصویریں پیٹ نہیں بھرتیں.... روٹیاں پکانا سیکھیے....!"

"اب خاموش رہو.... ورنہ!" لیڈی بہرام نے کہا۔ اسے صرف کافی ہی پر قناعت کرنی پڑی کیونکہ کھانے کے لئے عمران نے کچھ چھوڑا ہی نہیں تھا۔

"تھوڑا سا آرٹسٹک سنس بھی ہوتا تم میں تو جواب نہیں تھا تمہارا۔!" لیڈی بہرام بولی۔

"یہ کس قسم کا سنس ہوتا ہے....!"

"مطلب یہ کہ کھانے پر اس طرح گرنا دہقانیت ہے....!"

"اوہ.... آرٹسٹک سنس.... واقعی یہ چیز میرے بس کی نہیں.... ایک شاعر سے واقف ہوں جو میر کے رنگ میں شاعری کرتے ہیں اور جعفر زٹل کی شاعری سے متاثر ہو کر نثر لکھتے

ہیں۔ یہ تو ہوا آرٹ.... اور غالباً آرٹسٹک سنس اس کو کہیں گے کہ خواتین کے رسائل میں بڈھے اپنی نوجوانی کی تصویر چھپواتے ہیں....!"

"ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "مجھے تم کریک معلوم ہوتے ہو۔!"

"تو پھر میں اپنے بارے میں اسے فیصلہ سمجھ لوں....!"

"کیا مطلب....؟"

"سر بہرام کا بھی یہی خیال ہے کہ میں کریک ہوں....!"

"اچھا ایک بات بتاؤ.... گاڑی کا کیا قصہ تھا.... میں نے سنا ہے تم نے اس شرط پر گاڑی فروخت کی تھی کہ وہ دن میں کم از کم ایک بار اسے دیکھ لینے کی اجازت تمہیں دے دیں۔!"

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور مغموم انداز میں سر ہلانے لگا۔

"یہ کیسی شرط ہے....؟"

"بس یونہی.... میں اسے جدا نہیں کرنا چاہتا تھا.... لیکن اس کے رکھ رکھاؤ کے سلسلے میں بھیک مانگنے تک کی نوبت آگئی تھی۔!"

"کیوں نہیں جدا کرنا چاہتے تھے۔!"

"بس کیا بتاؤں لوگ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں.... لیکن میں اپنی طبیعت سے مجبور ہوں۔!"

"آخر بات کیا ہے....؟"

"ایک لڑکی میرے ساتھ پڑھتی تھی۔ میرا بڑا خیال رکھتی تھی۔ کہتی تھی تم میرے دوست ہو.... مجھے شرم آتی تھی سوچ کر.... لڑکے کی دوست لڑکی.... پھر اس کے باپ کا انتقال ہو گیا.... اور اس کی شادی ہونے لگی تو اس کی ماں نے مجھ سے کہا کہ گاڑی بکوا دو.... کون خریدتا اس کھٹارے کو.... میں نے ہی خرید لی۔!"

"ہوں.... تو تمہیں اس کی لڑکی سے محبت تھی!" لیڈی بہرام ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"پپ.... پتہ نہیں....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اور اسی لئے تم روزانہ اس گاڑی کا دیدار کرنا چاہتے ہو....!"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"کیا تم خود اس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔!"

"ارے نہیں تو....!"

لیڈی بہرام اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتی رہی پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "ہر دل میں ایک کانٹا ہے.... ہر دل میں ایک دیا روشن ہے۔!"

عمران ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"بہت بڑی ٹریجڈی....!" لیڈی بہرام اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "اس سے بڑی ٹریجڈی اور کیا ہو سکتی ہے.... کہ تم خود کو نہیں سمجھ سکتے۔!"

"یہ.... ساری تصویریں آپ کی بنائی ہوئی ہیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں....!" وہ مغموم آواز میں بولی۔

"اور یہ مجسمے بھی....!"

"ہاں.... ہاں.... میرے ہی بنائے ہوئے ہیں.... لیکن سب نہیں....!"

"وہ.... کانا بت.... عجیب ہے.... پہلی نظر میں تو مجھے وہ کوئی بوڑھا آدمی معلوم ہوا تھا۔"

"وہ پلاسٹک کا بنایا گیا ہے.... تم اس کے گال چھو کر دیکھو.... کتنے نرم ہیں.... آئیڈیا میرا ہی تھا.... ایک پلاسٹک مولڈنگ فیکٹری نے میرے لئے بنایا ہے.... پھر دوسرا نہ بن سکا.... کیونکہ سانچہ میں نے اپنے ہاتھ ہی سے توڑ دیا تھا۔!"

"دوسری آنکھ کیا ہوئی.... یا کانا ہی ہے....؟"

"جب دل چاہتا ہے.... دوسری آنکھ بھی لگا دیتی ہوں.... یہ دیکھو....!"

اس نے بلاؤز کے گریبان سے شیشے کی ایک آنکھ نکال کر بت کی آنکھ کے حلقے میں فٹ کر دی۔

"بالکل.... جاندار.... بالکل جاندار آدمی معلوم ہوتا ہے.... اور یہ جوگیوں جیسا لباس کیوں پہنا رکھا ہے۔!"

"بس یونہی.... اس چہرے کے لئے یہی لباس مناسب ہے....!"

"لیکن آپ اس کی ایک آنکھ نکال کیوں لیتی ہیں....!"

"بس یونہی تبدیلی کی خاطر....!"

"جی نہیں.... میں سمجھ گیا....!" عمران ہنسنے لگا۔

"کیا سمجھ گئے....!" وہ چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"آپ چاہتی تھیں کہ میں صبح ہی صبح اس کانے بت کو دیکھوں اور میرا پورا دن نحوستوں میں گزر جائے۔!"

لیڈی بہرام اس ریمارک پر صرف مسکرائی تھی.... کچھ بولی نہیں تھی۔

اس نے دوسری آنکھ پھر نکال کر اپنے بلاؤز کے گریبان میں ڈال لی۔

"اور اگر کہیں.... گر گئی تو....!"

"نہیں گر سکتی.... تم خود دیکھ لو....!"

"ج.... جی.... ہاں.... ٹھیک ہے ٹھیک ہے....!" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"اوہ.... میں بھول گئی تھی....!" لیڈی بہرام مسکرائی.... "مجھے تم سے اتنا قریب نہ ہونا چاہئے کہ تم پھر بے ہوش ہو جاؤ۔!"

"جی ہاں.... کبھی کبھی.... سر چکراتا ہے.... آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگتا ہے پھر مجھے پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہوا....!"

"تم جھوٹے ہو.... بنتے ہو....!"

"ارے.... ارے.... بھلا میں جھوٹ کیوں بولوں گا....!"

"ڈرپوک ہو تم.... بزدل....!"

"ارے باپ رے.... آخر کیوں....؟"

"گدھے ہو....!" وہ جھلا گئی۔

عمران نے اس طرح سر جھکا لیا جیسے سچ مچ گدھا ہی ہو....! پھر چونک کر بولا۔ "مجھے جانا چاہئے.... اب میں جاؤں گا....!"

"ایک شرط پر....!"

"وہ کیا....؟"

"رات کو ٹھیک نو بجے یہاں پہنچ جاؤ گے۔!"

"کیوں....؟"

"تم اب میرے بھی دوست ہو گئے ہو نا....!"

"لیکن.... میں اسے ہرگز پسند نہیں کروں گا کہ سر بہرام کی دوستی سے محروم ہو جاؤں....!"

"جب ہم یہاں ملیں گے تو انہیں پتہ ہی نہ چلے گا.... وہاں اگر کبھی سامنا ہو جائے تو اجنبی بنے رہنا۔!"

"لیکن.... آخر ان کے اور آپ کے دوست مشترک کیوں نہیں ہیں....!"

"میں کیا جانوں.... میں تو ان کے دوستوں کو پسند کرتی ہوں....!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"بولو.... وعدہ کرتے ہو کہ ٹھیک نو بجے یہاں پہنچ جاؤ گے....!"

"میں کیا بتاؤں.... شام کو وہ شطرنج کی بازی جماتے ہیں.... اور آپ جانتی ہیں کہ شطرنج کی بازی کا کچھ ٹھیک نہیں ہوتا.... پتہ نہیں کب ختم ہو....!"

"میں کچھ نہیں جانتی.... تمہیں یہاں پہنچنا ہے.... ٹھیک نو بجے....!"

"میں کوشش کروں گا کہ بازی طویل نہ ہو....!"

"اچھا.... اب جاؤ.... چوکیدار اب تمہیں روکے گا نہیں....!"

عمران کمرے سے باہر نکلا اور پشت پر دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔! مڑ کر دیکھا.... لیڈی بہرام کمرے ہی میں رہ گئی تھی اور اسی نے دروازہ بند کیا تھا۔

*

وہ صدر دروازے پر رکا.... باہر پٹھان چوکیدار موجود تھا لیکن اس نے اسے باہر جانے سے روکا نہیں.... نہایت ادب سے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔

ٹوسیٹر برآمدے کے قریب ہی کھڑی ملی.... پھاٹک اس وقت کھلا ہوا تھا۔

ٹوسیٹر سڑک پر آئی تو کچھ ہی دور چلنے کے بعد عقب نما آئینے کے ذریعے عمران کو تعاقب کا علم ہو گیا۔ اس وقت بھی پچھلی رات ہی کی طرح ایک موٹر سائیکل ٹوسیٹر کا تعاقب کر رہی تھی۔ عمران کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی.... اور اس نے لاپروائی سے سر کو جنبش دے کر گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

جلد سے جلد کسی ایسی جگہ پہنچنا چاہتا تھا جہاں سے کیپٹن فیاض کو فون کر سکتا۔

تلاش کسی پبلک ٹیلی فون بوتھ کی تھی.... ویسے کسی دوکان سے بھی یہ کام ہو سکتا تھا لیکن بعض حالات کی بنا پر اس نے اسے مناسب نہ سمجھا۔

بالآخر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے سامنے اس نے گاڑی روک دی۔ اتفاقاً بوتھ خالی ہی ملا۔ اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے چٹخنی چڑھا دی۔ کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کیے۔

دوسری طرف سے اسی کی آواز آئی۔

”فیاض....!“

”کون ہے....؟“

”آہا تو اب تم میری آواز بھی نہیں پہچان سکتے۔!“

”کیا بات ہے....؟“

”یہ تمہارے آدمی کیا گھاس کھا گئے ہیں....!“

”کیوں....؟“

”ان سے کہو کہ میرے پیچھے موٹر سائیکل دوڑانے سے کیا فائدہ کسی مہ لقا کا تعاقب کریں اور داخل حسنات ہوں.... ورنہ پھر دوسری آنکھ....!“

”کیا....؟“

”دوسری آنکھ....!“

”کیا بکواس ہے....!“

”تمہارے فائدے کی بات ہے پیارے.... فائیل آر زیرو تھری.... ٹو نٹی ایٹ دیکھو.... ایک بار پھر ذہن نشین کرلو.... دوسری آنکھ....!“

”عنقریب تمہیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔!“

”میں جواب دہی کرلوں گا لیکن تم میری بات بھی تو سنو۔ فائیل آر زیرو تھری ٹو نٹی ایٹ!“

”میرے شعبے کا فائیل نہیں ہے....!“

”مطلب یہ کہ.... اس کے لئے مجھے کس سے گفتگو کرنی پڑے گی۔!“

”تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا.... محکمے کے راز....!“

”اوہو.... خفا ہونے کی ضرورت نہیں پیارے بھائی.... میں جانتا ہوں تم کس بات ناراض ہو....!“

”میرا وقت نہ برباد کرو....!“

”مجھے اچھی طرح یاد ہے.... یہ سیریز تمہارے ہی سیکشن میں تھا....!“

”اب نہیں ہے....!“

”پھر بتاؤ نا اب کہاں ہے....!“

”پولٹیکل میں.... پچھلی رات تم کہاں تھے۔!“

”بہت اچھے.... کیا تمہارے آدمیوں نے تمہیں بتایا نہیں ہو گا۔!“

”میں رحمان صاحب کو مطلع کر رہا ہوں کہ تم نے رات کہاں گزاری تھی۔!“

”ضرور.... ضرور.... اور پولٹیکل براہ راست انہیں کے تحت ہے۔!“

”جب جانتے ہو تو کیوں میرے کان کھا رہے ہو۔!“

”اس زمانے میں جب میں آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز تھا یہ فائیل میرے مطالعہ میں رہ چکا تھا۔ بعض چیزیں جو میرے انٹرسٹ کی تھیں ان کا دھندلا سا عکس اب بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے اسی عکس میں دوسری آنکھ بھی شامل ہے۔!“

”تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے....!“

”فیاض.... شہر عنقریب جہنم کا نمونہ بننے والا ہے.... میری پیشینگوئی یاد رکھنا.... تمہارے لئے دشواریاں ہی دشواریاں ہوں گی....! ایسی حرکتیں نہ کرو.... کہ لیڈی بہرام ہوشیار ہو جائے.... مجھے یقین ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں ہدایات ملی ہوں گی.... لیکن تم یہ سب کچھ میری ضد میں کر رہے ہو....!“

”میں تم سے ملنا چاہتا ہوں....!“

”ابھی نہیں.... لیکن ٹھہرو.... میں تم سے مل سکوں گا لیکن اسی صورت میں جب تمہارے ساتھ وہ فائیل بھی ہو....!“

”میں کچھ نہیں کر سکتا.... کسی طرح بھی میری پہنچ نہیں ہو سکتی اس فائیل تک....!“

”اچھی بات ہے.... تو پھر اپنے لئے بے شمار دشواریوں کے منتظر رہو....!“

”تم مجھے دھمکی دے رہے ہو....!“

"اس کا تعلق میری ذات سے ہرگز نہیں.... بلکہ دوسری آنکھ....!"

"ختم کرو یہ بکواس....!" فیاض نے کہا اور ساتھ ہی دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

عمران نے ٹیلی فون کا ریسیور رکھ دیا۔

اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔!

ختم شد

ابنِ صفی